بحمدہٖ تعالیٰ
قدر و منزلتِ تقلید
۱۳۸۱ھ
از قلمِ فیض رقم
اخ محترم حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کے اسد السنۃ ضیغم الملۃ و صاف الحبیب حضرت مولینا مولوی
حافظ قاری مفتی علامہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی
لکھنوی مفتیٔ اعظم ریاست پٹیالہ علیہ الرحمۃ و الرضوان
تقدیم و ترتیب
نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف
ناشر
مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

۷۸۶
۹۲

نحمدہٗ تعالیٰ

یہ رسالہ ہدایت قبالہ محمدی فوج ظفر موج کا فتح مند رسالہ جس میں مدراسی وہابی کے مکر و کید پر اہل سنت کے سوالات پر لاجواب تحقیقی جوابات لکھے گئے ہیں پڑھیے اور حق کو پہچان کر حق اور اہل حق کا ساتھ دیجیے

مسمّٰی باسم تاریخی

قدر و منزلت تقلید

۸۱ — ھ — ۱۳

عرف تاریخی

مدراسی سوالات و مطلع جوابات

۸۱ — ھ — ۱۳

ملقب بلقب تاریخی

توقیر مسائل تقلید

۸۱ — ھ — ۱۳

از قلم فیض رقم

از محترم حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہلسنت کے اسد السنۃ ضیغم الملۃ فی صاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی علامہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتی اعظم ریاست پٹیالہ علیہ الرحمۃ و الرضوان

ناشر

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

نام کتاب ــــــ قدر و منزلت تقلید

از قلم فیض رقم ــــــ ارخ محترم حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہلسنت اسد السنۃ ضیغم الملۃ وصاف الحبیب حضرت مولینا مولوی حافظ قاری مفتی علامہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علیخان صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتی اعظم ریاست پٹیالہ علیہ الرحمۃ والرضوان

تقدیم و ترتیب ــــــ نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

کمپوزنگ ــــــ حضرت مولینا علی احمد صاحب حشمتی مدرس الجامعۃ الحشمتیہ

تزئین و کتابت ــــــ محمد نجم الرضا حشمتی نجم گرافکس حشمت نگر پیلی بھیت شریف

اشاعت اول ــــــ ۱۳۸۱ھ

اشاعت دوم ــــــ بموقع جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منجانب الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ منعقدہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ ۲۰۲۰ء

تعداد ــــــ گیارہ سو 1100

ناشر ــــــ مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

نوٹ

کتاب کی تصحیح میں حتی الوسع احتیاط سے کام لیا گیا ہے پھر بھی اگر کوئی خامی رہ گئی ہو تو مصحح کی خامی سمجھی جائے صاحب رسالہ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے

برائے ایصال ثواب

فدائے شیر بیشہ اہلسنت جناب الحاج **غلام مصطفےٰ** صاحب حشمتی علیہ الرحمہ

ابن خلیفۂ شیر بیشہ اہل سنت، عدو لا مذہبیت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت

صوفی با صفا جناب الحاج **احمد عمر ڈوسا** صاحب حشمتی علیہ الرحمہ

منجانب

عاشق شیر بیشہ اہل سنت، فیض یافتہ میکدۂ حشمتیت

مخیر اہلسنت جناب الحاج **ہارون احمد عمر** ڈوسا صاحب حشمتی زید حبہ

کشفِ رازِ نجدیت

ازقلم حقیقت رقم

مدّاحِ سرورِ کونین، عاشقِ حسنینِ کریمین، شیدائے غوث الثقلین، شہزادہ خاتم المحققین، برادرِ حقیقی مجددِ ملّت و دین، منبعِ عشق و عقیدت، مخزنِ معرفت و حقیقت، صاحبِ کتاب مستطاب آئینہ قیامت، جامعِ واقعاتِ شجاعت و شہادت، آبروئے مدح خوانِ اہلِ بیت، برقِ خاطف برے دشمنانِ اہلِ بیت، درِ احقاق و ابطال کا سرِ لعل و لیت،

ہادمِ قصرِ یزیدیت و خارجیت و رافضیت، خاسرِ نجدیت و وہابیت و دیوبندیت و صلحکلیت،

شہسوارِ علم و فن، واقفِ اسرارِ شعر و سخن، قاطعِ کفر و فتن،

اُستادِ زمن حضرت علّامہ و مولینا **حسن رضا خان** صاحب قبلہ قادری قدس سرہ المنن

نجدیا! سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
شرک کیا کفر کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک منہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین ملی خاک میں عزّت تیری

تیرے نزدیک ہُوا کذبِ الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذّاب کیا تو نے تو اقرارِ وقوع
اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری

علمِ شیطاں کا ہُوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزمِ میلاد کنھیّا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے! ارے مردود! یہ جرأت تیری

علمِ غیبی میں مجانین و بہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُن کا بُرا
اُف جہنم کے گدھے! اُف یہ خرافت تیری

اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائیگی ترے مُنھ پہ عبادت تیری

ہے کبھی بوم کی حلّت تو کبھی زاغ حلال
جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

ہنس کی تو چال کیا آتی گئی اپنی بھی
اِجتہادوں ہی ظاہر ہے حماقت تیری

کھلے لفظوں میں کہے قاضیٔ شوکاں مَدَدِ دے
یا علی سُن کے بگڑ جائے طبیعت تیری

تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے اِستمداد
اور طبیبوں سے مَدَد خواہ ہو عِلّت تیری

ہم جو اللہ کے پیاروں سے اِعانت چاہیں
شِرک کا چِرک اُگلنے لگے مِلّت تیری

عَبدِ وَہاب کا بیٹا ہوا شیخ نجدی
اُس کی تقلید سے ثابت ہے ضَلالت تیری

اُسی مُشرِک کی ہے تصنیف "کتابُ التوحید"
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مُہرِ صَداقت تیری

ترجمہ اُس کا ہوا "تقویۃُ الایمان" نام
جس سے بے نور ہوئی چشمِ بصیرت تیری

وَاقفِ غیب کا اِرشاد سناؤں جس نے
کھول دی تجھ پہ بہت پہلے حقیقت تیری

زلزلے نجد میں پیدا ہوں فِتن برپا ہوں
یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری

ہو اُسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا
دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری

سر مُنڈے ہونگے تو پاجامے گھٹنے ہوں گے
سر سے پا تک ہے یہی پوری شباہت تیری

اِدّعا ہو گا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری

اُنکے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
اِس سے تو شاد ہوئی ہو گی طبیعت تیری

لیکن اُترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے
ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری

نکلیں گے دین سے ایسے جیسے نشانہ سے تیر
آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگت تیری

اپنی حالت کو حدیثوں کے مطابق کرلے
آپ کھل جائیگی پھر تجھ پہ خباثت تیری

چھوڑ کر ذِکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے
کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری

میرے پیارے میرے اپنے میرے سُنّی بھائی
آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری

تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سن اِنصاف بھی کر
کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری

گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب
غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری

گالیاں دیں انھیں شیطانِ لعیں کے پیرو
جنکے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری

جو تجھے پیار کریں، جو تجھے اپنا فرمائیں
جنکے دل کو کرے بے چین اذیت تیری

جو ترے واسطے تکلیفیں اُٹھائیں کیا کیا
اپنے آرام سے پیاری جنھیں راحت تیری

جاگ کر راتیں عبادات میں جنھوں نے کاٹیں
کس لیے؟ اسلیے کٹ جائے مُصیبت تیری

حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری

اُنکے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
شرم اللہ سے کر کیا ہوئی عِزّت تیری

تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے؟
جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری

اُنکے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

اُنکے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعوٰی بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق اُنکے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلِ سُنّت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ
جب مَیں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

از قلم

اُستاذُ القُرّاء والحُفّاظ

فدائے حضور شیر بیشۂ اہلسنت حضرت حافظ وقاری عبدالحفیظ صاحب قبلہ حشمتی

مَدَّ ظِلُّہُ العَالی

بہارِ جانفزا بنکر نسیمِ خوشگوار آئی ‖ بفضل رب مدرسہ حشمتیہ میں بہار آئی

ہے دستارِ فضیلت آٹھ شعبان المعظم کو ‖ مُبارک سُنّیوں کو یہ صبا ہر سُو پکار آئی

رکھا جائیگا سر پر تاجِ زرّیں خُوش نصیبوں کے ‖ بفیضِ شیرِ سُنّت لو وہ ساعت مُشکبار آئی

یہ دستار فضیلت فیض ہے معصوم ملت کا

یہ دستار فضیلت ناصر ملت کا ہے صدقہ

انہیں کے دم قدم سے ہے بہاروں میں نکھار آئی

پلایا جائیگا عشقِ نبی کا جام بھر بھر کر ‖ میرے حشمت نگر سے ہے صراحی بے شمار آئی

میرے معصوم ملت ناصر ملت کے قدموں پر ‖ فتحمندی، شجاعت، اولوالعزمی بھی نثار آئی

مدرسہ حشمتیہ ہے سبق دیتا محبت کا ‖ عداوت دشمنی بھی چوری چوری سے نہار آئی

سمجھ کر اپنے کو اونچا اُڑا تھا وہ اُنچائی پر ‖ کھڑاؤں میرے خُواجہ کی غُرور اُس کا اُتار آئی

طمانچہ نجدیت کو ایسا مارا شیرِ سُنّت نے ‖ کہ میداں سے پراگندہ فرار و انتشار آئی

رچائی شادی اک جو کرنے داڑھی والی دُلہن سے ‖ خطابتِ شیرِ سُنّت کی نقاب اُس کا اُتار آئی

شفا دیدے ہمارے ناصرِ مِلّت کو یا شافِی

دُعا لب پر حفیظِ حشمتی کے بے شُمار آئی

تقدیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط اَمَّا بَعْدُ

عرصہ ہوا کہ غیر مُقلدیت کے رَدّ ان کی ضلالت وقباحت اور تقلیدِ ائمہ کی ضرورت واہمیت پر ایک مبسوط سیر حاصل مدلل مبرہن رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام ''شِفَاءُ الْعَیِّ'' زیر مطالعہ ہوا تھا صاحب رسالہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اَہلسنّت اِمامُ الفقہاء سراج العرفاء حضور مفتیٔ اعظم ہند قُدِّسَ اللّٰہُ سِرُّہٗ نے اس رسالہ میں جس عالمانہ فقیہانہ انداز میں کلام فرمایا ہے پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ نصوص وجزئیات کا استحضار اور مجوث عنہ پر قوت استدلال اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کی یاد دلاتا ہے۔ آج جب غازیٔ اَہلسنّت جامع معقول منقول حاویٔ فروع واصول مفتیٔ بمبئی حضرت محبوب ملت قدس سرہ کے رسالہ ''قدر ومنزلت تقلید،، پر تقدیم سے پہلے رسالہ ''شفاء العی،، کا تجدید مطالعہ کیا یقین جانئے سمجھ سے فزوں تر تھا کہ وہ کون سا پہلو ہے جو تشنہ رہا ہو اس پر کلام کروں صاحب ''شفاء العی'' کے لب ولہجہ میں یہ کہنا ہی پڑا کہ ع

''تمہیں دیکھا تو کہہ اُٹھا میاں نوری میاں تم ہو''

پس ارادہ کیا کہ بجائے خود کچھ لکھنے کے کیوں نہ بزرگوں کے کچھ نگارشات واقتباسات کو تازہ کیا جائے کہ بقول شاعر۔

تازہ خواہی داشتن گر راز ہائے سینہ را
گاہے گاہے بازمی خواں ایں قصۂ پارینہ را

قبل ازیں ضروری ہے کہ اجتہاد کے خدوخال پر حد لغوی واصطلاحی کے ذریعہ قدرے ضرورت روشنی ڈالی جائے۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام ''التحریر،، میں فرماتے ہیں:

الاجتهاد لغة بذل الطاقة فی تحصیل ذی کلفة و اصطلاحاً ذلک من الفقیه فی تحصیل حکم شرعی ظنی۔ (التحریر ج ۳/ص ۲۹۱)
یعنی اجتہاد کا لغوی معنی کسی مشقت طلب کام کو حاصل کرنے کے لئے طاقت صرف کرنا ہے اور اصطلاح میں حکم شرعی کو حاصل کرنے کے لئے فقیہ کا اپنی علمی صلاحیتوں کو صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔

اور قاضی بیضاوی ''منهاج الوصول الی علم الاصول،، میں فرماتے ہیں:
استغراغ الجهد فی درک الاحکام الشرعیة (منهاج الوصول ج ۳/ص ۳۸۴) یعنی احکام شرعیہ حاصل کرنے کے لئے پوری طاقت صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔

خیال رہے کہ مجتہد کے حاصل کردہ اجتہاد پر عمل پیرا ہونے والے کو مقلد اور اس عمل کو تقلید شخصی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند تقلید کے وجوب اس کی ضرورت و اہمیت پر دلائل قائم فرماتے ہوئے اسی رسالہ میں رقم طراز ہیں:
''بے شک اس کتاب اللہ نے الیوم اکملت لکم دینکم جس نے دین کامل فرمادیا ساتھ میں یہ بھی تو فرمادیا واولی الامر منکم اور اطاعت کرواپنے اولی الامر (اولی الامر میں اصح قول یہی ہے کہ اس سے مراد علمائے دین ہیں کما نص علیہ الزرقانی وغیرہ فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۲) کی''۔ اور یہ بھی تو فرمادیا۔ ارشاد ربانی:
فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون '' تو (اے لوگو!) علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں''۔ (کنز سورۂ نحل آیت ۴۳)

جب اپنے دین کی تکمیل یعنی دین پر کامل عمل کیلئے ''اهل ذکر '' سے دریافت کرنے، ''اولی الامر،، کے حکم پر چلنے اور ان کی تقلید و پیروی کا حکم صاف ارشاد فرمایا تو تقلید ائمۂ دین ''اهل ذکر'' کمال دین اور غیر مقلدی، نقصان دین۔ بیشک بیشک سنت سے تکمیل دین ہے مگر سنت کی تعلیم، وہ تو کارِ ائمۂ دینِ متین ہے۔ جب تک ان کی پیروی نہ ہوگی راہ راست نہ ملے گی۔ (شِفَاءُ العِیّ)

پھر غیر مقلدوں کو آئینۂ تقلید دکھاتے ہوئے ان کی کچھ یوں تردید فرماتے ہیں :

''اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔'' میرے صحابی ستاروں کے مانند ہیں توان میں سے تم نے جس کی اقتداء کرلی راہ راست تمہیں مل جائے گی۔ (بھٹکنے سے بچے رہو گے)

صحابی کی پیروی وتقلید کا حکم ہوا۔ یہ نہ فرمایا کہ ہمارے ارشادات جمع کئے جائیں قرآن کے ساتھ شائع کردیئے جائیں کہ ''اہل قرآن'' بننے والے قرآن ہی سے اپنا دین سیکھ لیں۔اور ''اہل حدیث'' بننے والے قرآن وحدیث دونوں سے اپنے دین کی تعلیم حاصل کرلیں۔ بلکہ جمع حدیث کی تو ممانعت فرمائی تھی۔ اگرچہ وہ حتمی نہ سہی۔

دیکھو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کے ساتھ اپنی سنت کی پیروی کا حکم فرمایا۔ اپنی سنت کے ساتھ سنت خلفاء کی پیروی کا حکم دیا کہ فرمایا: (علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین من بعدی) میری سنت کو لازم پکڑے رہنا اور میرے بعد خلفائے راشدین کی کی سنت کو بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰ الاقولہ ''من بعدی'')

اسکے ساتھ اقتداء صحابہ کا حکم فرمایا سواد اعظم کے اتباع کو ارشاد فرمایا۔ نیز اجماع امت کو حق بتایا تفقہ واجتہاد کو سراہا۔ (شِفَاءُ الْعَیِّ)

بعدہٗ غیر مقلدوں کی خامہ تلاشی لیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

''اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون الله'' بتانے والے، بخاری تو بخاری، شوکانی بلکہ قنوجی وبھوپالی پر سر منڈانے والے، خود اپنے آپ کو اس کا مصداق کیوں نہیں جانتے؟'' (شِفَاءُ الْعَیِّ)

قرآن پاک کی چند آیات کی تفصیل وتوضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''بلاشک وارتیاب ضرور ضرور قرآن وحدیث میں سب کچھ ہے۔ مگر کس کے لئے؟ جو آنکھیں رکھتا ہو جس کی آنکھ میں جتنی قوت ہے وہ اتنا دیکھتا ہے۔ یوں تو قرآن عظیم ہی میں سب کچھ ہے۔ ارشاد ربانی:

ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مّبین ''اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو''۔ (کنز پ ۷ انعام ۵۹)

اور ارشاد ربانی:

ما فرطنا فی الکتٰب من شئی ○ || ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا

(پ ۷ انعام آیت ۳۸، کنز) ______ اور:

نزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئی ○ || اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (کنز پ ۱۴ ع ۱۸)

وغیرہا آیات خود اس کے ارشادات ہیں من وتو اور ہر کہہ ومہ کیلئے تو یہ نہیں۔ قرآن جن پر نازل ہوا ان کیلئے ہر شئی کا روشن بیان ہے خود امت کیلئے نہیں۔ امت سے تو جس کو جتنا مبیّن قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھادیا اسے اتنا علم ہوا۔ خود قرآن کا ارشاد ہے۔ ارشاد ربانی:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون ○ || اور (اے محبوب!) ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا۔ اور کہیں وہ دھیان کریں۔ (کنز الایمان۔ سورہ نحل آیت ۴۴)

فقہ قرآن وحدیث سے الگ کوئی چیز نہیں۔ فقہ شرح وتفسیر حدیث وقرآن ہے، فقہ انہیں کا روشن بیان، فقہ عطر مجموعہ سنت رسول وکتاب مجید فرقان ہے، فقہ مجمل کی تفصیل ہے۔ فقہ دینی تیسیر وتسہیل ہے، فقہ راہ حسن وصواب وہدیٰ وثواب پر دلیل ہے، فقہ رحمت رب جمیل ہے۔ تفقہ واجتہاد جہاد اعظم واکبر ہے۔ تقلید ائمہ مجتہدین فرض شرع مطہر ہے۔ قرآن اس کا گواہ حدیث اس کی شاہد۔ ساری امت مرحومہ اس کی قابل اس کی قائل اس کی فاعل، اس پر عامل۔ (شِفَاءُ العَیِّ)

"اور حدیث معروف ومشہور حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حین بعثہ النبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) الی الیمن قال "کیف تقضی اذا عرض لک قضاء فقال اقضی بکتاب اللہ فقال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتھد برائی فقال (علیہ السلام) الحمدللہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ"

"کہ جس وقت آپ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یمن بھیجا اس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پوچھا معاذ! جب تمہارے سامنے کوئی قضیہ (مقدمہ) پیش ہوا تو فیصلہ کیسے کرو گے۔ عرض کیا کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر کتاب اللہ میں تمہیں اس کا حکم نہ ملا تو؟ عرض کیا رسول اللہ کی سنت سے۔ فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی تم نہ پاسکے تب؟ عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کر کے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ یعنی سب خوبیاں اللہ کیلئے۔ اس کا شکر ہے کہ رسول خدا کے فرستادہ کو اس نے اسی بات کی توفیق عطا فرمائی جو رسول اللہ کو (یعنی مجھے) پسند تھی۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲۴/ رو ترمذی ص ۱۵۹ ج ۱) (شِفَاءُ الْعَیِّ)

دیکھو! ہاں کہ قرآن عظیم میں سب کچھ ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اس میں نہیں۔ مگر حضور کے ارشادات سے یہی واضح ہوا کہ صحابہ بھی قرآن سے ہر حلال وحرام معلوم نہ فرما سکتے تھے۔ من وتو کی کیا گنتی؟ دیکھو! جس طرح ہاں کہ قرآن عظیم ہر شئی کا روشن تبیان ہے، اتباع سنت بھی ضرور ہے۔ بے اتباع سنت قرآن عظیم تک رسائی ناممکن۔ یو ہیں اگر چہ سنت، نہایت روشن بیان ہے مگر اس تک رسائی بے پیروی واتباع علماء سنت ممکن نہیں۔ کہ جیسے قرآن عظیم میں ناسخ منسوخ وغیرہ ہے یو ہیں سنت میں بھی۔ کتاب وسنت کا علم حاصل کرنے، انہیں سمجھنے کیلئے ہم ائمہ وعلماء کے محتاج ہیں۔ تفاسیر قرآن وشروع حدیث کے ہم حاجت مند ہیں۔ تقلید کے بغیر ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔" (شِفَاءُ الْعَیِّ)

مذکورہ حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صاحب نور الانوار باب القیاس میں فرماتے ہیں۔ **فلو لم یکن القیاس حجة لانکره ولما حمد الله علیه**۔ یعنی اگر قیاس و اجتہاد حجت نہ ہوتا تو حضور علیہ السلام ضرور اس کا انکار فرماتے اور اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد نہ فرماتے۔ مسائل کہ چار باغ امامت میں مہک رہے ہیں اس پر اشارۃً دلیل قائم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فقہا صحابہ کی اقتدا صحابہ غیر مجتہدین وتابعین پر لازم ہوئی۔ کہ ان کی اقتدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی اقتدا ہے۔ تابعین کی اقتدا، تبع تابعین پر۔ کہ وہ نہیں مگر اقتدائے صحابہ جو اقتدا سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہے۔ صحابہ میں، بوجہ اختلافاتِ حدیث اور اپنے

اپنے اجتہاد کی بنا پر اختلاف جاری ہوا وہ اختلاف ان کے پیرؤوں مقلدوں میں ساری ہوا۔ تابعین وتبع تابعین مجتہدین میں، اپنے اپنے اصول سے نئے حوادث کے احکام استنباط کرنے میں اور اجتہادی اختلافات ہوئے۔ اور ان کے مقلدوں میں جاری اور ساری رہے۔ مگر یہ سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ حاصل سب کا ایک ہی۔ جیسے شاخوں کے متعدد ہونے سے ثمر مختلف نہیں ہوسکتا۔ جس شاخ سے حاصل کرو ثمر وہی ملے گا۔ کسی سے آم کسی سے املی نہیں مل سکتی۔ ایک ہی دریا کی سب نہریں ہیں۔ پانی سب میں وہی دریا کا پانی ہے۔ ایک ہی راہ کی یہ متعدد شاخیں ہیں جو اصل سے ملی ہیں۔ جس سڑک پر چلو گے اصلی راہ پر پہونچو گے۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے: بایهم اقتديتم اهتديتم ''تم نے جس صحابی کا بھی دامن اقتدا پکڑ لیا تو راہ راست پر گامزن رہوگے'' (مشکوۃ ص ۵۵۴)

اور جو اصل راہ ہے اس سے منہ موڑو گے'' بئس المصير ،، پہنچو گے۔ جس سے بھاگے تھے یعنی اقتداء اور پیروی سے یہاں بھی نجات نہیں۔ اب شیطانی پیروی ہوئی'' (شِفَاءُ الْعَیِّ)

برادر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت غازیٔ اہل سنت حضرت محبوب ملت کا رسالہ'' قدرو منزلت تقلید،، کے تحریر فرمانے کے اسباب وعلل یوں ہوئے کہ شہر مدراس میں غیر مقلدوں نے شرانگیزی کرتے ہوئے تقلید ائمہ اور ۲۰ ررکعت تراویح کے رد میں ایک پرچلی شائع کی جس کے جواب میں کچھ علمائے اہل سنت نے جوابی اشتہار شائع کیا۔ چند اشتہار و جواب اشتہار شائع ہونے کے بعد سنیوں نے مناظرہ کا چیلنج کردیا جس میں اہل سنت کی جانب سے بطور مناظر جامع معقول منقول حاوئ فروع واصول مفتیٔ بمبئ حضرت محبوب ملت کا اسم گرامی شائع ہوا، بس پھر کیا تھا گرگی صفت غیر مقلدوں کو برادر شیر بیشۂ اہل سنت نام سنتے ہی اپنی بھیانک موت نظر آنے لگی میدان سے ایسے غائب ہوئے کہ نہیں معلوم انہیں آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی ان خبثاء ملاعنہ کے میدان سے بھاگ کھڑے ہونے کی ریت تو قدیمی ہے مگر پرانی ریت پر اس قدر تعجیل کی امید نہ تھی غیر مقلدوں کے لئے اس کے علاوہ اور کیا کہا جائے کہ جہل خود بلا نہ کہ مرکب کہ بدبلا اور یہ حضرات اس کے پسندیدہ شکار ہیں۔ اب چونکہ مناظرہ تو ہونہ سکا لہٰذا مدراس کے باشندگان نے

اس موضوع پر استفتاء قائم کیا جس کے جواب میں حضرت نے جو رسالہ ''قدر ومنزلت تقلید'' تصنیف کیا آپ کے ہاتھوں میں ہے دلائل سے لبریز، براہین سے بھر پور رسالہ کو جو چیز اوروں سے ممتاز کرتی ہے وہ ہے کچھ نیا طرز استدلال۔

آپ خود ہی دیکھئے نا اسی رسالہ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''اختصار کے پیش نظر نئے طرز میں کلام کروں اور وہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد قول اور فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں، اور جمہور محدثین کے نزدیک اسی طرح قول اور فعل اور تقریر صحابہ کو بھی حدیث کہتے ہیں اور اسی طرح قول اور فعل اور تقریر تابعی کو بھی حدیث کہتے ہیں ثبوت میں دیکھئے مقدمہ مشکوٰۃ شریف حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِعلم انّ الحديث فی اصطلاح جمهور المحدثين يطلق علىٰ قول النبی صلی الله عليه وعلىٰ اله وسلم وفعله وتقريره ومعنی التقرير انه فعل احد اوقال شئی فی حضرته صلی الله عليه وعلىٰ اله وسلم ولم ينكر له ولم ينهه عن ذٰلک بل سكت وقرر ذٰلک وكذٰلک يطلق علىٰ قول الصحابی وفعله و تقريره وعلىٰ قول التابعی وفعله وتقريره

یعنی جانو کہ یقیناً جمہور محدثین کی اصطلاح میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے اور تقریر کے معنی یہ ہیں کہ کسی نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور میں کوئی فعل کیا، یا زبان سے کوئی کلمہ ادا کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس پر انکار بھی نہ کیا اور منع بھی نہیں فرمایا بلکہ سکوت اختیار فرمایا اور سکوت فرما کر اس کو مقرر فرمادیا۔ اور اسی طرح حدیث کا اطلاق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول اور فعل اور تقریر پر بھی کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح حضرات تابعین کے قول اور فعل اور تقریر کو بھی جمہور محدثین حدیث کہتے ہیں۔ **وهٰكذا فی جواهر الاصول**۔ اور جواہر الاصول میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح بیان کیا گیا ہے، پھر اصول حدیث میں **''نخبة الفكر''** کو بھی بغور دیکھئے اور آخر میں وہابیہ غیر مقلدین کے محدث صدیق حسن قنوجی ثم بھوپالی کی سنئے یہ ہے ان کی کتاب **الحطة فی ذکر اصحاب الصحاح الستة** مطبوعہ مطبع نظامی باب اول پہلی فصل میں لکھا ہے:

الحديث فی اصطلاح جمهور المحدثين يطلق علىٰ قول النبی صلی الله عليه

وعلیٰ آلہ وسلم وفعلہ وتقریرہ و معنی التقریر انہ فعل احدا وقال شئی فی حضرتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم ینکرہ ولم ینھہ عن ذلک بل سکت وقرّر وکذلک یطلق علیٰ قول الصحابی و فعلہ وتقریرہ وعلیٰ قول التابعی و فعلہ وتقریرہ۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

جب قول وفعل وتقریر تابعی کوبھی جمہور محدثین حدیث مانتے ہیں۔ اور یہی دھرم غیر مقلدوں کا ہے جسکا ان کے محدث نے اقرار لکھدیا تو حضرت سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جملہ اجتہادات اور تمام مستنبطات حدیث ہوئے یعنی مذہب حنفی کل کا کل حدیث ہی حدیث ہے۔ فالحمدللہ رب العٰلمین"۔

(رسالہ قدرومنزلت تقلید)

پوری جماعت غیر مقلدیت کا جنازہ نکال دیا ہے کم از کم مجھ جیسے کم علم کے لئے تو یقیناً نیا طرز کلام تھا ایک ایسا انوکھا استدلال ابھی تک جہاں عقل کی رسائی نہ ہوسکی تھی یہی ہے وہ مقام جس کے بارے میں امام اہل سنت ناشر حنفیت مظہر سرکار غوثیت اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ: "تفقہ فضل الٰہی کا نام ہے"۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بحرحال پڑھئے اور حلاوت ایمانی میں مزید چاشنی پیدا کیجئے! مولیٰ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں خطوات شیطان سے محفوظ فرما کر غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم عدو مبین)

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

فقیر سگ بارگاہ مشاہد محمد فاران رضا خاں حشمتی

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف یوپی الہند

۱۴ر جمادالاخریٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ر فروری بروز شنبہ ۲۰۲۰ء

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی زید غیر مقلد اپنی کتاب میں یہ تحریر کر رہا ہے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار سو سال تک ان مذاہب اربعہ سے تمام دنیا کے مسلمان نا آشنا تھے۔ اس تحریر کے ثبوت میں شامی اور عقد الجید، نافع کبیر اور مقدمہ شرح وقایہ کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تحریر کر رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید سے منع فرمایا۔ اور چاروں مذاہب کیسے برحق ہو سکتے ہیں کیونکہ کئی مذہبوں میں اختلاف ہے اور ائمہ دین نے تقلید اور توسط سے منع فرمایا اور سواد اعظم کے اتباع کرنے کی حدیث کو صحیح نہیں تحریر کرتا ہوا ان کے ثبوت میں علامہ سندی فرماتے ہیں (ابن ماجہ مصری جلد دوم صفحہ ۴۶۴ کا حوالہ دیتے ہوئے قابل احتجاج نہیں۔ پھر لکھتا ہے مذاہب اربعہ کی تقلید قرآن اور سنت سے منصوص چیز نہیں ہے مذاہب اربعہ میں سے بھی کسی ایک معین مذہب کی تقلید کرنا اور تقلید کو اپنے گلے کا پھندہ بنا دینا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ دوسرا اہل سنت والجماعت کے نزدیک بیس رکعت نماز تراویح جائز ہے۔ غیر مقلد یہ تحریر کرتا ہے کہ بیس رکعت جائز نہیں ہے اس کے ثبوت میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث تحریر کرتے ہوئے رمضان میں گیارہ رکعت تراویح اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت تہجد اس قسم کا معنی تحریر کر چکا ہے۔ اور پھر اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت وہ بھی غلط ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابۂ کرام کی ایسی کانفرنس کا پتہ نہیں چلتا جس میں بیس رکعت کا فیصلہ صادر کیا گیا ہو اور پھر لکھتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے باجماعت صرف آٹھ رکعت تراویح کا نظم قائم فرمایا تھا۔ اس کے ثبوت میں موطا امام مالک وغیرہ کا حوالہ دیتا ہوا صفحہ ۴۰ / اور تنویر الحوالک جلد اول صفحہ ۱۳۸ /

وغیرہ کا دیا جا چکا ہے۔ مسلمانان اہل سنت والجماعت نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عام مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اپنے ایمان اور اسلام کو بچانے کی غرض سے بلحاظ اُمور بالا از روئے شریعت حقہ جواب مرحمت فرمائیں کہ:

(۱) ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا ہم اہل سنت والجماعت پر قانون شرع شریف سے جائز ہے یا نہیں۔

(۲) کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح کا نظم ونسق قائم فرمایا تھا یا نہیں۔

(۳) حدیث حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حکم صلوۃ اللیل یعنی رات والی نماز کا یا تراویح کا جواب سے سرفراز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل: قادر علی ٹیلر شاپ مدراس

الجـــــــواب

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه

اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه امین فاٰمین

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَالدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا

تقلید شخصی کے واجب ہونے پر بکثرت کثیر ادلہ وبراہین آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور اقوال وافعالِ حضرات صحابہ وتابعین واتباع تابعین اور اجماع محققین اور تصریحات فقہائے معتبرین، متقدمین ومتاخرین وعلمائے عارفین واولیائے کاملین سے ثابت ہیں۔ وہابیہ غیر مقلدین جس طرح خدا تعالیٰ کو جھوٹا ماننے جھوٹا لکھنے میں جھوٹے کذاب دجال ہیں۔ اسی طرح یہ کہتے ہیں کہ چار سو سال تک مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سے تمام دنیا کے مسلمان ناآشنا تھے۔ حالانکہ سفیان ثوری اور امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید اور عباد بن العوام اور وکیع بن الجراح اور یحیٰی بن معین اور حجر بن عون اور ابو یوسف اور اکابر فقہا ومحدثین حضرت سیدنا امام اعظم کے شاگرد ہیں اور وکیع تو حنفی مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ دیکھو عقود

الجواهر المنيفه قال يحى بن معين مارأيت احدا اقدامه على وكيع وكان يفتى على رأى ابى حنيفة رضي الله عنه۔ فرمایئے وہابی دھوکہ باز فریبی ہے یا نہیں کہ دوسری صدی کے اندر ہی مذہب حنفی پر فتوے دیئے جا رہے ہیں۔

اور وہ چار سو سال تک گمنام بتا رہا ہے۔ حضرت سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور چار ہزار استادوں سے علوم و کمالات حاصل کئے اور آپ عظمائے تابعین سے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو وہ فضل و کمال بخشا کہ اکثر اہل زمانہ کے آپ محسود ہو گئے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان فرمایا۔ الناس عيال فى الفقه على ابى حنيفة۔ یعنی فقہ میں سب لوگ امام اعظم ابو حنیفہ کی اولاد ہیں اور آپ ہی پر اعتماد کرنے والے اور آپ ہی کے اصول و شرائط و قواعد استخراج مسائل پر عمل کرنے والے ہیں۔ فالحمد لله۔ اور طبقات حنفیہ میں ہے: قال الامام مالک حين سئل عنه عن ابى حنيفة رأيته رجلا لو كلمک فى هٰذه السارية انها ذهب لقام بحجته۔

امام مالک رضی اللہ عنہ سے حضرت امام اعظم کی شان پوچھی گئی تو فرمایا وہ ایسے علم و فضل و کمال والے ہیں کہ اگر تجھ سے گفتگو میں اگر اس لکڑی کے کھمبے کو فرمادیں کہ سونے کا ہے تو دلائل سے ثابت کر کے منوا دیں گے۔ اور انساب میں حضرت امام ابن حنبل کا قول ہے: اذا كان فى المسئلة قول العلماء الثلثة لم يسع لاحد ان يخالفهم۔ یعنی جب کسی مسئلہ میں تینوں اماموں یعنی حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ عنہم کا قول ہو تو اس کی مخالفت کسی کو جائز نہیں اور نہ کسی کو اس کے خلاف کی گنجائش۔ یہ ائمہ مذاہب ثلثہ کے ارشادات ہیں۔ تو کیا شان ہے امام اعظم کی اور کیا حقیقت ہے مذہب حنفی کی۔ ان ارشادات سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں ہی مذہب حنفی رائج و جاری و ساری تھا۔ فالحمد لله۔

فرمایئے وہابی مکار و غدار ہوا یا نہیں۔ ان حضرات ائمہ دین رضی اللہ عنہم کی حق پسندی ہی کا جلوہ ہے کہ مالکیوں و شافعیوں و حنبلیوں نے حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل و مدائح میں جتنی کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں اتنی حنفیوں نے نہ لکھیں۔ وہابی غیر مقلد

یہی دیکھ کر جل مرے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔

سبط ابن الجوزی نے مناقب امام اعظم میں ''الانتصار لامام ائمۃ الامصار'' لکھی جو دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی نے ''تبییض الصحیفۃ فی منا قب ابی حـنیفـۃ'' تصنیف کی۔ اور علامہ حافظ ابن حجر نے ''الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمـان'' تحریر فرمائی۔ اور علامہ یوسف بن عبد الباری حنبلی نے مجلد کبیر میں حضرت امام اعظم صاحب کے فضائل بیان کئے اور اس کا نام رکھا ''تنویر الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ'' اور جار اللہ زمخشری نے ''شقائق النعمان فی مناقب النعمان'' اور شیخ محی الدین حنبلی نے ''البستان فی مناقب النعمان'' اور علامہ ابن کاس نے ''تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان'' اور امام بوجعفر امام مزنی شافعی کے بھانجے نے ''عقود الجمـان فی مناقب النعـمان'' جیسی ذیشان کتابیں تصنیف فرمائیں اور اسی طرح ''معدن الیواقیت الملتمعۃ'' اور ''سقود المرجان''، اور ''قلائد عقود الدرر و العقیان'' اور ''الروضۃ العالیۃ المنیفۃ''، اور ''المواھب الشریفۃ'' اور ''فتح المنان'' اور ''عقود الجواھر المنیفۃ'' اور ''المنھج المبین'' وغیرہم بے شمار کتابیں اکابر محدثین وائمہ مجتہدین و اجلہ علمائے دین و اعاظم محققین متقدمین و متاخرین کی مناقب و محامد حضرت امام اعظم میں شائع ہیں۔ اور یہ فضائل و مناقب و محامد ان حضرات نے سند صحیح کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ ذی مرتبہ تابعی ہیں اور یہ فضل و مرتبہ وہ ہے کہ جس میں حضرات ائمہ ثلثہ میں سے کوئی آپ کا سہیم و شریک نہیں حضرت ملا علی قاری علیہ رحمت الباری نے رسالہ ''رد قفال'' میں لکھا ہے: قد اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قال لو کان العلم عند الثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس۔ یعنی بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر علم ثریا کے پاس ہوگا تو یقیناً لے لیں گے اسکو چند مرد ابنائے فارس کے۔ یعنی (امام صاحب اور آپ

کے تلانذہ ومن المعلوم عندالعرب والعجم ان احدامن ھٰذہ الطائفۃ لم یصل الی مرتبۃ الاجتھاد حتی یکون امام الائمۃ الا اباحنیفۃ رضی اللہ عنہ ولھٰذا قال الحافظ السیوطی الشافعی ھٰذا الحدیث اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ بابی حنیفۃ وفی الفضیلۃ التامۃ انتھی مع دخولہ رضی اللہ عنہ فی عموم قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وسلم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم فانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ من بین الائمۃ المجتھدین مختص بکونہ من التابعین دون غیرہ باتفاق العلماء المعتبرین ۔یعنی خوب ظاہر وباہر ہے۔عرب وعجم میں سب پر روشن ہے کہ اس گروہ تابعین میں کوئی شخص اس شان سے مرتبہ اجتہاد پر فائز نہ ہوا کہ وہ امام الائمہ مانا جاتا مگر حضرت امام اعظم کو مرتبہ خدا تعالٰی نے بخشا اور اسی لئے امام سیوطی شافعی نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل ہے اور صحیح ہے اور معتمد علیہ ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی بشارت اور فضیلت عظیمہ کے بیان میں اور ساتھ ہی آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے اس عموم ارشاد میں داخل ہیں کہ بہتر زمانوں میں میرا زمانہ ہے پھر ان کا زمانہ جو ان کے بعد ہونگے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سب اماموں میں اس فضیلت عظمٰی تابعی ہونے میں خاص مختص ہیں اور آپ کے سوا ائمہ مجتہدین میں کوئی اور تابعی نہ ہوا۔اسی پر علمائے معتبرین کا اتفاق ہے۔**فالحمدللہ علٰی ذٰلک۔**

اور خطیب بغدادی نے تاریخ میں لکھا ہے: **ھوا بوحنیفۃ التیمی فقیہ اھل العراق رأی انس بن مالک رضی اللہ عنہ** یعنی وہ صاحب مرتبہ ابوحنیفہ تیمی ہیں جو اہل عراق میں فقیہ اعظم ہیں آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت ملاقات کی ہے اور امام عبداللہ یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

وفیھا توفی فقیہ العراق الامام ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی مولدہ سنۃ ثمانین ۔ رأی انسًا وروی عن عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنھما۔ یعنی اس میں عراق کے فقیہ اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا اور سن اسّی ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کو آپ نے دیکھا اور حضرت

عطا ابن ابی رباح رضی اللہ عنہما سے آپ نے حدیث روایت کی اور امام محقق حافظ جلال الدین سیوطی نے "تبییض الصحیفہ" میں لکھا:

قد الف الامام ابو معشر عبد الكريم عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزءً فيها رواه الامام ابو حنيفة عن الصحابة قال ابو حنيفة رويت الخ وذكر هؤلاء المذكورين انتهى قال ابن حجر لانه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذٍ من الصحابة عبد الله بن ابی اوفٰی فانه مات بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة يومئذٍ انس بن مالك ومات سنة تسعين او بعدها وقد اورد ابن سعدٍ بسند لاباس به ان اباحنيفة رأى انسا وكان غير هذين من الصحابة بالبلاد احياء فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحدٍ من ائمة الامصار المعاصرين لهٗ كالاوزاعِی بالشام والحمادين بالبصرة والثوری بالكوفة ومالك بالمدينة ومسلم بن خالد الزنجی بمكة والليث بن سعدبمصر۔

یعنی امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے ایک جز میں ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں۔ حضرت ابوحنیفہ نے کہا روایت کی ہے الخ اور ان حضرات کو ذکر کیا اور ابن حجر نے کہا اس لئے کہ آپ کوفہ میں پیدا ہوئے سن اسی ہجری میں اور اس وقت کوفہ میں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور انہوں نے اس کے بعد انتقال فرمایا اس پر اتفاق ہے۔ اور بصرہ میں صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے آپ کا وصال ۹۰ھ میں یا اس کے بعد ہوا۔ اور یقیناً ابن سعد نے ایسی سند سے بیان کیا ہے جس میں کوئی سقم نہیں کہ بے شک حضرت امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دو حضرات صحابہ کے علاوہ اور حضرات صحابہ بھی اور شہروں میں موجود تھے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ البتہ تابعین سے ہیں اور یہ شرف و فضل آپ کے ہم زمانہ اماموں سے کسی کے لئے ثابت نہ ہوا۔ جیسے اوزاعی شام میں تھے اور حضرات ائمہ بصرہ میں اور

ثوری کوفہ میں اور مالک مدینہ طیبہ میں اور مسلم بن خالد زنجی مکہ مکرمہ میں اور لیث بن سعد مصر میں تھے۔

اور فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر میں ہے: انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بھاسنۃ ثمانین فھو من طبقۃ التابعین ولم یثبت ذٰلک لاحد من ائمۃ الامصار المعاصرین لہ ۔ یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو حضرات صحابہ کی پایا۔ جو کوفہ میں آپ کے سن ولادت ۸۰ھ کے بعد تک موجود تھے تو آپ تابعی ہیں اور یہ فضیلت کسی اور آپ کے معاصر امام کے لئے ثابت نہیں اور علامہ شامی نے ردالمحتار میں لکھا ہے:

فما رویتہ لانس وادراکہ لجماعۃ من الصحابۃ بالسن فصحیحان لاشک فیھا ووقع للعینی انہ اثبت سماعہ لجماعۃ من الصحابۃ وعلی کل فھو من التابعین وممّن جزم بذٰلک الحافظ الذھبی والحافظ العسقلانی انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بھاسنۃ ثمانین ولم یثبت ذٰلک لاحد من ائمۃ الامصار۔

یعنی لیکن حضرت امام کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اور ایک جماعت صحابہ کو پانا اپنی عمر میں تو یہ دونوں باتیں صحیح ہیں اس میں کچھ شک نہیں اور علامہ عینی نے ایک جماعت صحابہ سے حضرت امام اعظم کا سماع ثابت کیا ہے۔ اور ہر حال میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں اور ان ائمہ حدیث میں سے جنہوں نے حضرت امام صاحب کے تابعی ہونے کا یقینی حکم کیا ہے۔ حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی ہیں۔ اور ان کے سوا بہت سے محدثین ہیں۔ اور حافظ عسقلانی نے کہا یقیناً امام اعظم صاحب نے ایک جماعت صحابہ کو پایا۔ جو کوفہ میں آپ کی ولادت ۸۰ھ کے بعد تک موجود تھی اور یہ مرتبہ عظمیٰ آپ کے سوا کسی امام کے لئے ثابت نہ ہوا۔ فالحمدللہ

اور "الخیرات الحسان" میں ابن حجر نے لکھا ہے: صح کما قالہ الذھبی انہ رأی انس بن مالک وھو صغیر وفی روایۃ رایتہ مرارًا وکان یخضب بالحمرۃ واکثر المحدثین علی ان التابعی من لقی الصحابی وان لم یطحبہ و

صحه النووی کابن الصلاح وجاء من طرق انه روی عن انس احادیث ثلثة فهو من طبقة التابعین الذین شملهم قوله تعالیٰ والذین اتبعو هم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعدلهم جنٰت تجری تحتها الانهار خٰلدین فیها ابدا ذلک الفوز العظیم .وذکر جماعة ممن صنف فی المناقب وغیرهم انه سمع ایضاً من جماعة من الصحابة غیر انس۔

یعنی صحیح ہے جیسا کہ امام ذہبی نے فرمایا کہ حضرت امام صاحب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ آپ کم سن تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت انس کو کئی بار دیکھا اور وہ سرخ خضاب کیا کرتے تھے۔ اور اکثر محدثین اس پر متفق ہیں کہ تابعی وہ ہے جس نے صحابی کو دیکھا اگرچہ صحبت نہیں پائی اور امام نووی نے اس کی صحت فرمائی او چند طریق سے وارد ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں تو حضرت امام صاحب طبقہ تابعین میں ہیں۔ وہ تابعی جن کی شان میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اور وہ لوگ جنھوں نے احسان کے ساتھ ان سابقین کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ ہے بڑی کامیابی۔ اس کے بعد ابن حجر نے بہت سے صحابہ سے لقاورویت وروایت وسماعتِ امام اعظم کو بیان کیا ہے۔

اور قاضی القضاۃ ابوالموٗید محمد بن محمود خوارزمی نے جامع المسانید میں لکھا ہے: انہ رویٰ عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم فان العلماء اتفقوا علیٰ ذٰلک وان اختلفوا فی عددهم۔

اس تمام بیان سے ثابت ہوا کہ جمہور ارباب سیر واصحاب تواریخ اس پر متفق ہیں کہ حضرت امام اعظم کی جماعت صحابہ سے ملاقات ثابت ہے۔ حد یہ کہ دارقطنی جیسے سخت متعصب کو بھی یہ اقرار لکھنا پڑا کہ: انما رأی انساً بعینه ولم یسمع منه ۔ بہر حال حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا تابعی ہونا متفق علیہ ومسلّم ہے۔ ایک حدیث شریف یہ بھی سنئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تُرفع زینة الدنیا سنة خمسین ومِائة

یعنی عالم کی زینت وآرائش سن ایکسو پچاس میں اٹھالی جائیگی۔ یہ ۱۵۰ھ سن وصال ہے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا۔ اور چونکہ حضرت سیدنا امام اعظم کے فضائل وکمالات ظاہرہ وباطنہ میں گروہ تابعین کے اندر کوئی آپ کا مثل ونظیر پیدا نہ ہوا اور جب پیدا نہ ہوا تو ۱۵۰ھ میں آپ کے سوا اور کس عظمت والے نے دنیا سے سفر فرمایا۔ ارباب سیر وتواریخ کا اتفاق ہے کہ اس حدیث شریف کے مصداق اور اس فضل کے مستحق صرف حضرت سیدنا امام اعظم ہیں۔ ''خیر الحسان'' میں ہے : **ومما یصلح الاستدلال به علیٰ اعظم شان ابی حنیفة ماروی عنه صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم انه قال ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة ومن ثمَّ قال شمس الائمة الکردری ان هٰذاالحدیث محمول علیٰ ابی حنیفة لانه مات تلک السنة۔** یعنی ان دلائل میں سے جو حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان اور بزرگی وبلندی کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ حدیث شریف ہے کہ حضور اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سن ڈیڑھ سو (۱۵۰) میں دنیا کی زینت اٹھالی جائے گی۔ اور اسی وجہ سے حضرت شمس الائمہ کردری نے کہا یقیناً یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی فضیلت پر محمول ہے کیونکہ سن ڈیڑھ سو ہجری میں ہی آپ کا وصال ہوا ہے۔

تو یہ عزت وبرتری آپ ہی کی ہے اور یہ حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کا ظہور بھی ہے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ سب اماموں سے افضل واقدم واوّل واعلم اعزواکرم تابعی ہیں اسی لئے مذہب حنفی سب سے اول مدون ہوا۔ ونیز اجتہاد واستنباط مسائل کے لئے جو قواعد وشرائط آپ نے مقرر فرمائے تو تمام ائمہ نے ان کی ہی پیروی فرمائی۔ عارف ربانی امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے ''میزان'' میں تحریر فرمایا:

فلما کان مذهب الامام ابی حنیفة اول المذاهب المدونة تدویناً فکذٰلک یکون اٰخرها نقراضاً وبذٰلک قال اهل الکشف۔ یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مہذب جس طرح مدون ہونے میں سب سے اول ہے اسی طرح ختم ہونے کے لحاظ سے بھی سب سے آخری ہوگا۔ اہل کشف نے ایسا ہی کہا ہے۔

اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد دوم مکتوب ۵۵ میں

فرماتے ہیں: "بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم ی نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بنظری درایند"۔ کہ مذہب حنفی ایک بڑے سمندر دریائے عظیم کی مثل ہے اور دوسرے مذاہب بمنزلہ حوض اور چھوٹی نہروں کے ہیں۔

اور "مکتوبات" جلد اول مکتوب نمبر ۳۱۲ میں فرماتے ہیں: "اگر کسے گوید کہ ما علم بخلاف آں دلیل داریم گوئیم کہ علم مقلد در اثبات حل و حرمت معتبر نیست دریں باب ظن مجتہد معتبر است احادیث را ایں اکابر بواسطۂ قرب عہد و وفور علم و حصول ورع و تقویٰ از ما دور افتادگاں بہتر می دانستند و صحت و سقم و نسخ و عدم نسخ آنہارا بیشتر از ما می شناختند البتہ وجہ موجہ داشتہ باشند در ترک عمل بمقتضائے حدیث"۔

یعنی اگر کوئی کہے کہ مجھے مجتہدین کے خلاف کا علم ہے تو فرماتے ہیں ہم اس کو جواب دیں گے کہ مقلد کا علم حل و حرمت کے اثبات میں معتبر نہیں۔ اس باب میں ظن مجتہد معتبر ہے۔ اور حدیثوں کو یہ حضرات ائمہ مجتہدین بسبب قرب زمانۂ اقدس اور زیادتی علم اور تقوی اور پرہیزگاری کے حصول کی وجہ سے ہم دور افتادوں سے بہتر جانتے ہیں اور صحت و سقم اور نسخ اور عدم نسخ احکام کو بھی ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور یقیناً وجہ موجہ رکھتے ہیں۔ ترک عمل بمقتضائے حدیث میں۔

اور حضرت مجدد صاحب کی تعریف کٹر وہابی غیر مقلد نواب صدیق حسن خاں نے "ریاض المرتاض" میں یہ لکھی: علوم مرتبہ کشفہائے مجدد الف ثانی دریافت باید کرد کہ از شمۂ صحو سر زدہ و گاہے مخالف شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر را شرع مؤید است"۔ اور "فیوض الحرمین" میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے۔ عرّفنی رسول الله صلی الله علیه و علیٰ اٰله وسلم ان فی المذهب الحنفی طریقة هی اوفق الطرق بالسّنة المعروفة التی جمعت و نضجت فی زمان البخاری و اصحابه ۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے مجھے بتادیا کہ مذہب حنفی میں ایک ایسا بہترین راستہ ہے کہ بخاری وغیرہ کے زمانے میں جو سنت معروفہ جمع کی گئی ہے اس کے ساتھ بہت موافق ہے۔ اور امام ابن حجر مکی شافعی نے "خیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ: عن ابی معافی الفضل بن خالد قال رأیت النبی صلی

اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم فقلت یارسول اللہ ماتقول فی علم ابی حنیفة فقال ذلک علم الناس الیہ۔ یعنی فضل بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ آپ ابوحنیفہ کے علم کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ یہ وہ علم ہے جس کے لوگ حاجتمند رہیں گے اور اسی ”خیرات الحسان“ میں مسدد بن عبدالرحمٰن بصری سے مروی ہے کہ طلوع فجر کے کچھ پہلے میں مکہ معظمہ میں رکن یمانی ومقام ابراہیم کے درمیان سورہا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ کوفہ کے رہنے والے نعمان بن ثابت کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں، کیا ان کے علم سے کچھ حاصل کروں؟ تو ارشاد فرمایا۔ خذ من علمه واعمل بعلمه فنعم الرجل هو۔ یعنی ان کے علم سے اخذ کرو اور ان کے علم پر چلو عمل کرو۔ وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ اور یہ دیکھئے وہابی نواب صدیق حسن خاں نے ”تقصار“ میں لکھا ہے: ”معاذ رازی گفت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را در خواب دیدم گفتم این اطلبک فرمود عند علم ابی حنیفة۔ یعنی معاذ رازی نے کہا میں نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کی یارسول اللہ آپ کو کہاں ڈھونڈوں کہاں پاؤں؟ تو ارشاد فرمایا ابوحنیفہ کے علم کے پاس مجھکو پاؤ گے۔ غور فرمایئے کہ کیا عظمت وشان ہے حضور سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ فسبحٰن الله بحمده۔

اب وہ آیات قرآنیہ بھی سماعت فرمایئے جن میں مقبولین وممدوحین خداوندی میں حضرت امام اعظم بھی شامل ہیں۔

آیت اول:

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ ‖ یعنی اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں اور وہ ان اگلوں سے نہ ملے۔

بخاری شریف میں ہے: عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال کنّا جلوساً عند النبی صلی الله عليه وعلیٰ اٰله وسلم فانزلت عليه سورة

الجمعة واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم وقال قلت مَن هُم یارسول الله فلم یراجعه حتی سأل ثلثا وفینا سلمان الفارسی رضی الله عنه فوضع رسول الله صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم یده علیٰ سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریّا لنا له رجال اورجل من هؤلاءِ ۔ یعنی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم بارگاہ نبوی میں حاضر تھے تو آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم ۔ اوران میں سے اوروں کو پاک کرتے اورعلم عطا کرتے ہیں اور وہ ان اگلوں سے نہ ملے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں تو حضور والا نے اس کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ تین بار یہ سوال پیش کیا اور اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی حضور میں حاضر تھے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی پر رکھا اور ارشاد فرمایا ۔اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس ہوگا تو حاصل کریں گے اس کو مردان فارس یا ایک مرد ذیشان ان لوگوں سے ۔ رواہ البخاری۔ اس حدیث شریف نے بتایا کہ قرآن عظیم میں بھی حضرت امام اعظم کی بشارت عظمیٰ ہے اور آپ ممدوح الٰہی ہیں۔

آیت دوم:

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ؕ	یعنی اے لوگو! وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور اوروں کو لے آئے۔
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا ؕ	اور اللہ کو اس کی قدرت ہے۔

تفسیر ابوالسعود اور تفسیر جمل میں ہے۔ ویُروی انها لما نزلت ضرب رسول الله صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم بیده علی ظهر سلمان وقال انهم قوم هٰذا یرید ابناء فارس۔ یعنی مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے دست کرم سے حضرت سلمان فارسی کی پیٹھ کو شرف بخشا اور ارشاد فرمایا۔ یقیناً وہ لوگ اس کی قوم ہیں ۔ارادہ فرمایا ابناء فارس کا۔ اور خوب ظاہر اور روشن ہے کہ ابنائے فارس میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مثل ونظیر پیدا نہ ہوا۔

تو یہ آیت مبارکہ بھی امام اعظم کی مبشر ہے۔ فالحمد الله رب العلمین۔

آیت سوم:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

یعنی اور سب میں اگلے پہلے مہاجر و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جنکے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

جب سیدنا حضرت امام اعظم کا تابعی ہونا ثابت ہو چکا تو اس آیت مبارکہ کی بشارت میں بھی آپ یقیناً شامل ہیں کیونکہ تابعین کرام کی اس میں تعریف و توصیف ہے۔ فالحمد لله رب العلمين۔ اور اس حدیث شریف خير القرون قرنی ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم کے حکم کے مطابق حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ قرون مشهود لها بالخير سے قرن ثانی میں ہوئے۔

خير القرون قرنی ثم الذين يلونهم الخ افضلية الصحابة على التابعين و افضلية التابعی علٰی من بعد هم۔ یعنی اس حدیث شریف خیر القرون قرنی کا مقتضٰی یہ ہے۔ کہ حضرات صحابہ کی افضلیت تابعین پر اور تابعی کی افضلیت ان لوگوں پر جو ان کے بعد آئیں گے ثابت ہے۔ اور "تذکرۃ الاصفیار" میں ہے:

"حضرت امام ابوحنفیہ کوفی رضی اللہ عنہ کنیت وے ابوحنیفہ ولقب وے امام اعظم ونام اونعمان بن ثابت ووے از خیر التابعین است و امام اولٰ از ائمہ اربعہ دین ووے ہفت کس را از صحابہ کبار نبوی دیدہ است و روایت ہم از بعض ایشاں کردہ کہ اسامی ایشاں ۔۔۔۔۔ ایں انس بن مالک و جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن انس و عبداللہ بن ابی اوفی و عبداللہ بن حارث و معقل بن یسار و واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنھم اور حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں لکھا حضرت امام اعظم امام اماماں و مقتدائے پیشیاں اشرف نقباء و علماء گویند کہ ہرگاہ بطواف

روضہ مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میرفت ومی گفت الصلاۃ و السلام علیک یارسول اللہ جواب آمدی۔ وعلیک السلام یا امام المسلمین فسبحان اللہ وبحمدہ۔

ان آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ واقوال مفسرین وارشادات ائمۂ دین ومحدثین و علمائے عارفین واولیائے کاملین سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول الائمہ اور افضل الائمہ اور اعلم الائمہ واعز الائمہ واکرم الائمہ ہیں۔اور آپ کے اصحاب اور شاگردان افضل التلامذہ ہیں۔اور حدیث شریف کو یہ بیچارے غیر مقلد وہابی کیا جانے۔ احادیث مبارکہ کو فقہائے کرام ہی جان سکتے ہیں۔یہ مرتبہ خداتعالیٰ نے ان حضرات کو ہی بخشا ہے یہ۔دیکھئے حضرت امام اجل سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ کہ امام شافعی اور امام احمد کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ اور اکابر ائمہ محدثین وفقہائے مجتہدین وتبع تابعین سے ہیں آپ ارشاد فرماتے ہیں: الحدیث مضلۃ الاللفقھاء۔حدیث بہت گمراہ کرنے والی ہے مگر مجتہدوں اور فقیہوں کو۔علامہ ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں : یریدان غیرھم قد یحمل الشئی علیٰ ظاھرہ ولہ تاویل من حدیث غیرہ اودلیل یخفی علیہ او متروک اوجب ترکہ غیر شئی مما لایقوم بہ الا من استبحر وتفقہ۔یعنی امام سفیان کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو معنیٰ سمجھ میں آتے ہیں ان پر جم جاتا ہے۔ حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کو اطلاع نہیں یا متعدد اسباب ایسے ہیں جس کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ان باتوں پر قدرت نہیں پاتا۔مگر وہ جو علم کا دریا بنا۔اور منصب اجتہاد تک پہنچا۔یہ دیکھئے اسی مدخل میں ہے۔حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: العمل اثبت من الاحادیث۔یعنی علماء کا عمل حدیثوں سے زیادہ مستحکم ہے اور اسی مدخل میں ہے انہ لضعیف ان یقال فی مثل ذٰلک حدثنی فلان عن فلان۔یعنی ایسی جگہ حدیث سنانا پوچ بات ہے بہت کمزور ہے۔اور اسی مدخل میں ہے ایک جماعت ائمہ تابعین کو جب دوسروں سے ان کے خلاف حدیثیں پہنچتیں تو فرماتے : ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل

علٰی غیرہ یعنی ہمیں ان حدیثوں کی خبر ہے مگر عمل اس کے خلاف پر گزر چکا اور اسی مدخل میں ہے کہ امام محمد بن ابی بکر بن جریر سے بارہا ان کے بھائی کہتے تم نے فلاں حدیث پر کیوں نہ حکم کیا تو آپ فرماتے: لم اجد الناس علیه۔ یعنی میں نے علما کو اس پر عمل کرتے نہ پایا۔۔۔۔ اور اسی مدخل میں ہے کہ بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ امام المحدثین عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: السنة المتقدمة من سنة اهل المدينة خير من الحديث۔ یعنی اہل مدینہ کی پرانی سنت حدیث سے بہتر ہے (الستة من الفضل الموهبی از حضور پرنور مرشدی سیدنا اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ) تو حدیث پاک کی بزرگی ان وہابیوں کو معلوم ہی نہیں۔ یہ دیکھئے حافظ الحدیث امام ترمذی صاحب السنن فرماتے ہیں: والفقها ء اعلم بمعانی الاحادیث۔ یعنی حدیثوں کو فقہاہی خوب سمجھتے ہیں۔ فقہیہ اور علم فقہ کی عظمت وفضیلت میں یہ حدیث شریف کافی ووافی ہے کہ حضور سیدنا امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں:

نضر الله عبدا سمع مقالتی فحفظها ووعاها واداها فرب حامل فقه غير فقيه و ربّ حامل فقه الىٰ من هو افقه منه۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس بندہ کو سرسبز رکھے جس نے میری حدیث کو سنا اور یاد کیا اور اس کو دل میں جگہ دی اور ٹھیک ٹھیک اوروں کو پہنچادی کہ بہت لوگوں کو حدیث یاد ہوتی ہے مگر اس کے فہم وفقہ کی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور بہت لوگ اگرچہ فہم کی لیاقت رکھتے ہیں لیکن دوسرے ان سے زیادہ فہیم وفقیہہ ہوتے ہیں۔

اخرجه الامام الشافعی والامام احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وصحیحه وابن ماجه والضياء فی المختارة والبيهقی عن زيد بن ثابت والدارمی عن جبير بن مطعم ونحوه احمد والترمذی وابن حبان بسند صحيح عن ابن مسعود والدارمی عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعين۔ صرف حدیث کے الفاظ مبارکہ یاد کر لینا اگر حکم حدیث سمجھنے کے لئے کافی ہوتا تو اس ارشاد اقدس کے کیا معنی تھے؟

حدیث پاک نے فقیہہ کی عظمت بھی بیان کی اور یہ بھی بتایا کہ محض حدیث شریف یاد

کرنے سے مسئلہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔

حدیث حفظ کرنا آسان ہے اور حکم حدیث سمجھنا دشوار ہے اس کے لئے بہت سے علوم حاصل کرنے کے بعد علم فقہ کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھئے امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں کہ امام المحد ثین حضرت سلیمٰن اعمش تابعی جلیل الشان سے (آپ اکابر ائمہ تابعین اور شاگردان حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں) کسی نے چند مسئلے پوچھے اس وقت ہمارے امام ہمام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجلس میں حاضر تھے۔ امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے دریافت کئے۔ حضرت امام اعظم نے فوراً صحیح جواب دیئے تو حضرت امام اعمش نے فرمایا۔ ان مسئلوں کے یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں۔ یہ فرما کر دو حدیثیں مع سندوں کے روایت فرمادیں۔ یہ سن کر حضرت امام اعمش نے فرمایا حسبک ماحدثتک به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة ماعلمت انک تعمل بهٰذه الاحادیث یامعشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت ایها الرجل اخذت بکلا الطرفین۔ یعنی بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں وہ آپ نے گھڑی بھر میں مجھ کو سنادیں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل فقہ کرتے ہیں۔ اے علم فقہ والو تم طبیب ہو اور ہم محدث لوگ عطار ہیں یعنی دوائیں پاس ہیں۔ مگر ان کا طریق استعمال تم مجتہد لوگ ہی جانتے ہو۔ اور اے ابو حنیفہ تم نے تو فقہ و حدیث دونوں دولتیں جمع کر لیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

غور فرمایئے کہ یہ محدثین کے استاذ اور خود حضرت امام اعظم کے استاذ مگر حضرت امام اعظم کی فقاہت کو دیکھ کر کس قدر مسرور ہوتے ہیں اور فقیہ اور علم فقہ کا خطبہ فرماتے ہیں۔ ونیز محدثوں کے مسلّم استاذ الاساتذہ ہونے کے باوجود محدثوں پر فقہا کی عظمت اور بزرگی کس شان سے بیان کر رہے ہیں۔ اور مثال دیکر دلوں میں فقہا کی عظمت کا سکہ بٹھا رہے ہیں کہ فقہا طبیب ہیں جو مرض بھی پہچانتے ہیں اور دوا بھی۔ اور دوا کے خواص سے بھی واقف ہیں، مریض کے حالات کے نسخہ بھی مرتب کرتے ہیں۔ اور محدث نرے عطار ہیں کہ دوائیں لئے بیٹھے ہیں نہ دوا

کے خواص سے واقف نہ مرض کی ہی پہچان۔ بس مفید و مضر سب دوائیں جمع ہیں۔ تریاق بھی ہے اور سم قاتل بھی ہے لیکن وزن وطریق استعمال سے بے خبر ہیں۔ حضرت امام اعمش نے اتنا ہی نہ فرمایا بلکہ آگے حضرت سیدنا امام الاعظم کی مزید قدر و منزلت علم و فضل کا خطبہ یوں فرمایا کہ اے ابوحنیفہ آپ نے تو دونوں درجے دونوں مرتبے جمع کر لئے آپ طبیب بھی ہیں اور عطار بھی۔ آپ مرض کو بھی پہچانتے ہیں اور نسخہ بھی مرتب کرتے ہیں اور دوا بھی دیتے ہیں یعنی آپ افقہ الفقہا بھی ہیں اور اعلم المحد ثین بھی ہیں۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

اس علم فقہ کی عظمت سے بھی وہابیہ غیر مقلدین جاہل ہیں اور اس عظیم دولت سے بھی محروم ہیں اس وجہ سے عقائد میں بھی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور مسائل فرعیہ میں بھی بھٹکتے پھر رہے ہیں کبھی ابن تیمیہ وابن قیم کے مقلد بنتے ہیں اور کبھی شوکانی وابن عبدالواہاب نجدی کے کبھی ثناء اللہ کے کبھی داؤد غزنوی کے کبھی جونا گدھی کے تو کبھی بھوپالی کے کبھی ابراہیم سیالکوٹی کے تو کبھی قاسم بنارسی کے مگر تقلید سے چھٹکارا نہیں ہوتا اور اس پر بھی راہ نہیں پاتے۔ کیونکہ راستہ تو ملے گا حدیث کے سمجھنے والے کو یا جو اس سمجھنے والے کی پیروی کرے۔ صرف حدیث کے الفاظ یاد کرنے سے راستہ نہیں ملتا۔ پڑھ لو بخاری و مسلم کے دادا استاد کا ارشاد جس کو کسی حنفی نے نقل نہیں کیا بلکہ ایک مالکی المذہب جلیل الشان محدث بیان کر رہے ہیں۔

وہابیہ کے بعض عقائد

(۱) خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔"صیانۃ الایمان" صفحہ۵/مطبوعہ مراد آباد مصنفہ شہود الحق شاگرد نذیر حسین و یکروزی مصنفہ اسمٰعیل دہلوی۔

(۲) جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین نہ ہونے کا قائل ہے وہ مسلمان ہے۔"نصر المومنین" صفحہ۲/۳/۱۲/مصنفہ اخوند صدیق شاگرد نذیر حسین۔

(۳) قرآن کے لفظ خاتم النبیین میں الف لام عہد کا ہے یا مخصوص البعض ہے نصر المومنین مذکور صفحہ۲/۳/۔اس عقیدۂ کفریہ میں طیب جی کے دادا بانی مدرسہ دیوبند بھی برابر کے شریک وسہیم ہیں۔ دیکھو"تحذیر الناس" صفحہ۳/۱۴/۲۱/اور عقیدہ نمبر ا/میں دیوبندیوں کے طاغوتِ اکبر رشید احمد صاحب شریک وسہیم ہیں دیکھو براہین قاطعہ نمبر۳/۔

(۴) جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضور آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریعی نبوت کے خاتم ہیں نہ مطلق نبوت کے وہ مسلمان ہے۔معاذ اللہ"نصر المومنین" مذکور صفحہ۲/و۳/و۱۶/۔

(۵) حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔رد تقلید بہ کتاب المجید صفحہ۱۲/مصنفہ حسین خاں مصدقہ نذیر حسین مطبوعہ فاروقی دہلی۔

(۶) نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانا شرک ہے۔صراط مستقیم مصنفہ امام الوہابیہ ہند اسماعیل دہلوی۔

(۷) حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔تقویۃ الایمان مصنفہ امام الوہابیہ ہند اسمٰعیل دہلوی۔

(۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں۔تقویۃ الایمان مذکور۔

(۹) اللہ تعالیٰ مکر کرتا ہے۔اصل عبارت"سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیے" تقویۃ الایمان مذکور۔

(۱۰) ہاتھ کی لاٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نفع دینے والی ہے، کتاب التوحید شیخ نجدی بحوالہ شہاب ثاقب صفحہ۵۷/مصنفہ حسین احمد شیخ دیوبند۔

(۱۱) زیارت روضہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنا بدعت وحرام ہے۔ "کتاب التوحید" شیخ نجدی "شہاب ثاقب" صفحہ ۵۵/ از حسین احمد صدر دیوبند۔

(۱۲) سفر روضۂ اقدس زنا کرنے کے برابر ہے۔ "کتاب التوحید" شیخ نجدی، شہاب ثاقب صفحہ ۵۵/ از حسین احمد صدر جمعیۃ علمائے دہلی۔

(۱۳) جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار وامصار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ "کتاب التوحید" شیخ نجدی از "شہاب ثاقب" حسین احمد صدر جمعیۃ علمائے دہلی صفحہ ۵۱/۔

(۱۴) تقلید ائمہ شرک ہے تقلید کرنے والے مشرک ہیں۔ ابن عبد الوہاب از "شہاب ثاقب" حسین احمد صدر جمعیۃ علماء دہلی صفحہ ۶۷/۔

(۱۵) علم محیط زمین ابلیس کے لئے ماننے والا مسلمان ہے اور رسول کریم کے لئے علم محیط زمین کا ماننے والا مشرک جہنمی ہے۔ "براہین قاطعہ" صفحہ ۵۱/ رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھی۔
خدا کی عطا سے بھی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم مانے تو شرک ہے۔ "تقویۃ الایمان" از اسمٰعیل۔

(۱۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اقدس قابل انہدام ہے علامہ احمد بن علی مصری "فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب" میں لکھتے ہیں: منها انه صح انه یقول لو اقدر علیٰ حجرة الرسول صلی الله علیه وآله وسلم هدمته۔ کہ ابن عبد الوہاب کہتا تھا اگر میں قدرت پاتا تو روضۂ رسول کو گرا دیتا۔ شیخ نجدی۔

(۱۷) چھ سو برس تک کے لوگ گمراہ گذرے علامہ احمد مصری "فصل الخطاب" میں فرماتے ہیں: ومنها انه ثبت عنه انه یقول الناس من ستة مائة سنة لیسوا علیٰ شئی۔ یعنی ابن عبد الوہاب نجدی کا یہ عقیدہ تھا کہ چھ سو برس کے بعد جتنے لوگ گزرے کوئی مسلمان نہ تھا۔ شیخ نجدی۔

(۱۸) شہدائے اصحاب رسول کی قبروں کو کھودنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ چنانچہ ابن عبد الوہاب نجدی نے حضرت زید بن الخطاب وغیرہ کی قبروں کو کھودا اور کھدوایا اور عبد العزیز بن

سعود آنجہانی نے اپنے دور میں کھود یں۔

(۱۹) جو مسجدیں اصحاب رسول اللہ شہداء اور اولیاء کے مزارات کے قریب ہیں ان کا حکم مسجد کا نہیں بلکہ وہ کھودنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ ابن عبدالوہاب نے ان کو کھدوایا اور اب کے نجدی نے بہتوں کو کھدوایا اور بہتوں کو جانے سے روک کر ویران کر دیا۔

(۲۰) خدا عرش پر دراز وقائم ہے۔ دیکھو امام ابن تیمیہ مولفہ محمد یوسف کوکنی صفحہ ۱۶۸ر میں ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے کے بعد عرش پر دراز اور قائم ہو گیا اور اسی صفحہ پر لکھا پھر وہ عرش پر دراز اور قائم ہو گیا اور پھر اسی صفحہ ۱۶۸ر میں لکھا کہ ''رحمٰن عرش پر دراز ہو گیا،،

(۲۱) ابن تیمیہ صفحہ ۱۷۰ر میں عنوان ہے ''بعض اعضاء خداوندی کا ذکر'' اور پھر وجہ اللہ اور ید اللہ وغیرہما کو لکھ کر صفحہ ۱۷۶ر میں لکھا اور ان الفاظ کو اسی طرح سمجھا جس طرح آج ایک خالی الذہن آدمی اس کے معانی سمجھ سکتا ہے یعنی ابن تیمیہ ان آیات میں کسی تاویل کا قائل نہیں۔ ہاں عرش پر رحمٰن کے قیام میں ابن تیمیہ کا ساتھی شیخ نجدی بھی ہے۔

(۲۲) ابن تیمیہ کا فتویٰ ہے کہ اہل اللہ سے استغاثہ کرنا درحقیقت ایک طرح کا شرک ہے۔ کتاب مذکور صفحہ ۵۲۸ر

(۲۳) ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کی قبور کی زیارت کرنا قطعی معصیت گناہ ہے۔ کتاب ابن تیمیہ صفحہ ۵۵۸ر

(۲۴) اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۵۲ر میں ہے کہ ابن تیمیہ نے نزول باری کے متعلق متکلمانہ بحث کی اور متکلمین کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ خدا آسمان سے دنیا پر اسی طرح اترتا ہے جس طرح کہ میں منبر کے ایک زینے سے دوسرے زینے پر اتر آتا ہوں یہ کہہ کر وہ منبر کے ایک زینے سے دوسرے زینے پر اتر آئے۔

یہ چوبیس عقائد وہابیہ مختصراً حاضر ہیں کیا کسی وہابی میں دم ہے کہ احادیث مرفوعہ صحیحہ سے ان کو اسلام وایمان ثابت کرے۔ یہ حال ہے ان بے اماموں غیر مقلدوں وہابیوں کا کہ کفریات وضلالات کے چھکے لگاتے اور تمام مسلمانوں کو کافر ومشرک بناتے اور چھ سو برس تک

کے تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ دین ومفسرین ومحدثین ومجتہدین وکاملین وعارفین ومسلمین ومومنین سب کو کافر مشرک بتاتے لکھتے ہیں۔ پھر بھی خود کو ٹھیٹ مسلمان ثابت کراتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ چند مسائل بھی وہابیوں غیر مقلدوں کے سنئے :

(۱) مردوں کو سونے کے علاوہ اور چیزوں کا زیور پہننا جائز ہے۔ طریقہ ترجمہ دررِ بہیہ مصنفہ صدیق حسن خان بھوپالی۔

(۲) پیشاب کرنے کے بعد پانی سے طہارت کرنا بدعت ہے۔ اعتصام السنہ صفحہ ۲۹ و۳۰ر و۳۷ر

(۳) اپنی بیوی سے جماع کرے اور ابھی انزال نہ ہو تو بغیر غسل کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ہدایت قلوب قاسیہ صفحہ ۳۶ر از مولوی سعید شاگرد نذیر حسین۔

(۴) سوتیلی خالہ سے نکاح درست ہے۔ فتویٰ عبدالقادر غیر مقلد مصدقہ نذیر حسین۔

(۵) عبادات بدنیہ کا ایصال ثواب بدعت حقیقیہ ہے۔ معیار الحق صفحہ ۹۷ر نذیر حسین۔

(۶) تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا بدعت ہے معیار نذیر حسین صفحہ ۲۲ر

(۷) ایک ثلث رات سے زیادہ عبادت کرنا بدعت ہے۔ معیار نذیر حسین صفحہ ۲۲ر

(۸) پانی قلیل خواہ چلو بھر ہو وقوع نجاست سے ناپاک نہ ہوگا۔ طریقہ محمدیہ صفحہ ۶ر و ۷ر صدیق حسن خان بھوپالی۔

(۹) ظہر کا وقت مثل تک ہے۔ اور عصر کا آخر وقت سورج زرد ہونے سے پہلے تک اور عشا کا آخر وقت آدھی رات سے پہلے تک ہے طریقہ محمدیہ صفحہ ۱۰ر صدیق حسن خاں اور معیار نذیر حسین صفحہ ۸۰ر ۸۷ر

(۱۰) گرمیوں میں سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز پڑھنا مستحب ہے معیار نذیر حسین صفحہ ۸۶ر

(۱۱) قرآن عظیم کی قرات سبعہ جو متواترہ ہیں وہ متواتر نہیں ان کے اختلاف کو متواتر سمجھنا باطل ہے۔ اکسیر فی اصول التفسیر صدیق حسن خاں بھوپالی صفحہ ۴۸ر

(۱۲) اگر امام کی نماز میں خلل پڑے تو وہ خلل امام پر ہے نہ مقتدیوں پر۔ دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور۔

(۱۳) اور جائز ہے دودھ پلانا بڑی عمر والے مرد کو اگرچہ ڈاڑھی رکھتا ہو واسطے جواز نظر کے۔ دراسات مطبوعہ لاہور۔

(۱۴) خنزیر کو نجس العین سمجھنا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خان بھوپالی۔

(۱۵) شراب، خون، مردار نجس نہیں البتہ اس کا کھانا حرام ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خان۔

(۱۶) کافروں کا ذبح کیا ہوا جانور بشرطیکہ بسم اللہ کے ساتھ ہو حلال ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خان۔

(۱۷) اگر بلا عذر شرعی کے نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا نہیں۔ از صدیق حسن خان عرف الجاری۔

(۱۸) ایک ہی وقت میں اگر چار بیبیوں سے زیادہ نکاح کر کے رکھے تو جائز ہے۔ عرف الجاری صدیق حسن خاں۔

(۱۹) پیروان ائمہ اربعہ اور منتسبین سلاسل اربعہ کافر ہیں۔ اعتصام السنہ صفحہ ۱۸/۷/

(۲۰) نجاست سگ ولحم خوک خلاف است کہ سوئر کے گوشت کی ناپاکی میں اختلاف ہے النہج المقبول صفحہ ۲۰/ از نور الحسن بن صدیق حسن۔

(۲۱) دم مسفوح حرام ست نہ نجس النہج المقبول صفحہ ۲۰/ از نور الحسن بن صدیق حسن خاں

(۲۲) حنفی شافعی مالکی حنبلی اور قادری چشتی نقشبندی سہروردی ہونا کفر ہے یہ لوگ کافر ہیں۔ تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان از اسمٰعیل دہلوی۔

(۲۳) مدت حیض کی کمی اور زیادتی پر کوئی دلیل نہیں۔ النہج المقبول صفحہ ۲۲/

(۲۴) زیور کی زکوٰۃ میں اختلاف ہے اور راجح عدم وجوب ہے۔ النہج المقبول صفحہ ۲۵/

(۲۵) روضۂ اقدس کے قریب حاضر ہو کر اپنے لئے دعا کرنا بدعت ہے۔ النہج المقبول صفحہ ۴۳/

(۲۶) سور کے پنیر مایہ سے شام میں جو پنیر بنتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے۔ معاذ اللہ۔ اظہار الحق مطبوعہ اتالیق ہند لاہور۔

(۲۷) بغیر عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے۔ معیار الحق نذیر حسین۔
(۲۸) دودھ پیتے لڑکے کا پیشاب پاک ہے۔ طریقہ محمدیہ صفحہ ۷، و نہج مقبول صفحہ ۲۰؍
(۲۹) عید کی نماز میں اذان ہے اقامت نہیں۔ دراسات اللبیب۔
(۳۰) اور حلالہ کرنا حرام ہے۔ دراسات اللبیب۔
(۳۱) لمبے لیٹنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔ دراسات۔
(۳۲) تیمم کے توڑنے والی وہی وضو کے توڑنے والی چیزیں ہیں۔ دراسات و نہج مقبول۔

غرضیکہ سیکڑوں مسائل فقیہ ہیں جن میں وہابی غیر مقلد ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اور نفس پرستی میں پڑے ہیں۔ عورتوں کا محرم بننے کے لئے کتنا آسان طریقہ نکالا کہ اس عورت کا دودھ پی لے اگرچہ جوان مرد ہو۔ ذرا اس بے حیائی و بددینی کا تصور تو فرمائیے۔ یہ چند مسئلے بطور نمونہ پیش ہیں امید کہ تہذیب و متانت اور سنجیدگی کے ساتھ احادیث مرفوعہ متصلہ سے وہابی صاحبان جواب دیں گے۔ یا مذہب غیر مقلدیت سے توبہ کر کے سنّی مسلمان بنیں گے۔ اب اس کی پیش کردہ کتابوں کی عبارات سنئے اور دیکھئے کہ وہابی کس طرح مکر و فریب عیاری جعلسازی کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ باطل پرستوں کو مکر و فریب کرنا ضروری بھی ہے کہ دلائل سے وہ کورے ہوتے ہیں تو فریب دیتے ہیں۔

عقد الجید میں شاہ صاحب نے لکھا کہ: ان فی الاخذ بھٰذہ المذاھب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنها مفسدة کبیرة۔ یعنی ان چاروں مذہبوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے ہی روگردانی میں بڑا فساد ہے۔ اور پھر اسی میں وہ مصلحت و فائدہ بیان کرتے ہیں۔ ان الامة اجتمعت علیٰ ان یعتمد و اعلی السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدوا فی ذٰلک علی الصحابة و تبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وھٰکذا فی کل طبقة اعتمد العلماء علیٰ من قبلھم والعقل یدل علیٰ حسن ذٰلک لان الشریعة لایعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یاخذ کل

طبقة عمّن قبلها بالاتصال ولابد فی الاستنباط ان یعرف مذاهب المتقدمین لئلایخرج من اقوالهم فیخرق الاجماع یعنی امت مرحومہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ شریعت مطہرہ کے معلوم کرنے میں سلف اگلوں پر اعتماد کرنا ضروری ہے تو تابعین نے شریعت حاصل کرنے میں حضرات صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اور اسی طرح ہر دور میں علماء نے اپنے پہلے علماء پر اعتماد کیا اور عقل بھی اس کی خوبی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ شریعت کے معلوم کرنے کے دو طریقے ہیں ایک نقل دوسرے استنباط اور نقل جبھی صحیح ہوتی ہے کہ ہر طبقہ ہر دور والے اپنے پہلوں کو برابر متصلاً لیتے آئیں اور استنباط میں یہ بات ضروری ہے کہ پہلوں کا مذہب معلوم کرے اس لئے کہ ان پہلوں کے اقوال سے باہر نہ ہو جائے ورنہ اجماع امت کا مخالف قرار پائے گا۔ اور پھر اسی عقد الجید میں لکھتے ہیں: ولیس مذهب بهذه الصفة الا هٰذه المذاهب الاربعة ۔ یعنی اور ان اخیر زمانوں میں اس صفت وشان کا کوئی مذہب متصل سوا ان چار مذہبوں حنفی شافعی مالکی حنبلی کے اور کوئی نہیں ۔ وہابی غیر مقلدوں کو یہ دولت کہاں نصیب وہ تو چھ سو برس تک کے اگلوں کو کافر مشرک بتا چکے۔

اور اسی عقد الجید میں شاہ صاحب نے لکھا: اعلم ان العامی العرف لیس له مذهب معین وانما مذهبه فتوی المفتی ۔ یعنی جاننا چاہئے نرے اَن پڑھ کا مذہب مفتی کا فتویٰ ہوتا ہے اور اسی عقد الجید میں لکھا ہے: قال رسول الله صلی الله علیه و سلم اتبعو السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هٰذه الاربعة كان اتباعها اتباعا للسوادالاعظم والخروج عنها خروجا عن السوادالاعظم ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جب ان چار مذہبوں کے سوا دوسرے مذاہب لوگ بھول گئے نسیاً منسیاً ہو گئے تو ان چاروں میں سے ہی کسی ایک کی اتباع کرنا سواد اعظم کی پیروی کرنا ہے اور ان سے باہر ہونا سواد اعظم سے باہر ہونا ہے۔ فرمایئے عقد الجید میں کیا ہے۔ تو وہابی فریبی دھوکہ باز ہوا یا نہیں؟ اور اسی عقد الجید میں اجتہاد اور اس کی شرطیں بیان کر کے لکھتے ہیں: واذا لم یعرف نوعا من هٰذه الانواع فسبیله التقلید ۔ یعنی اور اگر ان علوم شریفہ ضرور یہ مجتہد میں سے کسی نوع کو نہیں

جانتا تو پھر اس کو تقلید کرنا ہی واجب ہے۔ فالحمد للہ۔

شاہ صاحب کے دامن میں غیر مقلد وہابی زیادہ چھپنے کی کوشش کرتے ہیں تو شاہ صاحب کے ہی اقوال ان کو خوب سنایئے۔ اور ایک بڑی چیز یاد رکھئے کہ شاہ صاحب خود مقلد تھے حنفی تھے۔ ان کی کتابوں میں اگر کہیں کوئی عبارت تقلید شخصی کے خلاف ملے گی تو اس کا کوئی خاص مطلب ہوگا۔ اور یا وہ کسی اگلے وہابی کی الحاقی ہوگی شاہ صاحب دورخی بات نہ لکھیں گے کہ ایک جگہ جائز بلکہ واجب اور دوسری جگہ وہی شرک و کفر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ دیکھئے جناب شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں: هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجمعت الامة اومن يعتدبه منها علىٰ جواز تقليدها الى يومنا هذا وفى ذٰلک من المصالح مالايخفى لا سيّما فى هذه الايام التى قصرت الهمة جداً واشربت النفوس الهوى واعجب كل ذى رأى برأيه۔

یعنی یہ چاروں مذہب حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی جو مدوّن ہوئے اور لکھے گئے یقیناً امت نے یا امت کے معتبروں نے ان کی تقلید پر اجماع کیا ہے۔ ابتدا سے ہمارے آج کے دن تک اور اس میں بہت مصلحتیں ہیں خصوصاً آج کے دور میں کہ ہمتیں کم ہیں اور دلوں میں خواہشات نفسانیہ رچ گئی ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ اہل الرائے اپنی رائے کے پیچھے لگ گئے۔

اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ "مبدٔ و معاد" میں فرماتے ہیں:

"مدتے آرزوئے آں داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا در خلف امام قرأت فاتحہ نمودہ آید اما بواسطۂ رعایت مذہب بے اختیار ترک قرآت میکرد وایں ترک را از قبیل ریاضت می شمرد آخر الامر اللہ تعالیٰ ببرکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است۔ حقیقت مذہب حنفی در ترک قرأت ماموم ظاہر ساخت وقرأت حکمی از قرأت حقیقی در نظر بصیرت زیباتر نمود"۔

کہ اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کرنا ملحد بننا ہے یعنی جو

شخص بغیر شرائط انتقال کے اپنے مذہب کو چھوڑے وہ ملحد ہے۔ اور امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں: **انعقد الاجماع علیٰ عدم العمل بالمذاهب المخالفة للائمة الاربعة** ۔یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ائمہ اربعہ کے مخالف جو مذہب ہیں ان پر عمل نہ کیا جائے۔ اور شاہ صاحب "انصاف" میں لکھ گئے: **بالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالیٰ العلماء و جمعهم عليه من حيث يشعرون اولا يشعرون** ۔یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان مجتہدین اربعہ کے مذاہب کی پابندی کرنا اور کسی ایک کی تقلید کو لازم پکڑنا ایک بڑا راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے علماء کو الہام فرمایا اور ان کو اس پر متفق و مجتمع کر دیا خواہ وہ اس کو جانتے ہوں یا نہیں۔

اور حضرت مولانا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں: **والانصاف ان انحصار المذاهب فی الاربع واتباعهم فضل الهٰی وقبولية من عند الله تعالیٰ لامجال فيه للتوجيهات والادلة** ۔یعنی اور انصاف یہ ہے کہ مذہبوں کا چار میں انحصار اور ان کا اتباع یہ فضل الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی قبولیت کی دلیل ہے اس میں توجیہات اور دلیلوں کا کچھ دخل نہیں۔ اور شاہ صاحب عقد الجید میں لکھتے ہیں: **ويجب علیٰ مَن لم يَجمَع هٰذه الشرائطُ تقليده فيما يعن له من الحوادث** ۔ یعنی اس شخص پر جو ان شرطوں کا جامع نہیں تو جامع شرائط شخص کی تقلید کرنی واجب ہے ان حادثوں میں جو اس کو پیش آئیں۔

اور امام الحرمین نے برہان میں لکھا ہے: **اجمع المحققون علیٰ ان العوام ليس لهم ان يعملوا بمذهب الصحابة بل عليهم ان يتبعوا مذهب الائمة الاربعة الذين ذكروا اوضاع المسائل واوضحوا طريق النظر**۔ یعنی محققوں نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ عوام کیلئے یہ درست نہیں کہ وہ حضرات صحابہ کے مذہب پر عمل کریں کیونکہ وہ مدون نہ ہوا۔ بلکہ عوام پر واجب ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مذہب کی تقلید کریں جنھوں نے مسئلوں کے وضع اور نظر کے طریقہ کو بیان کر دیا ہے۔ **فَسُبحٰنَ الله وَبِحَمدِهٖ**۔

اور امام ابن حجر مکی نے فتح المبین شرح اربعین میں لکھا ہے:

اَمَّا فِی زمانِنا فقال المتنا لایجوزُ تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنھم ۔یعنی لیکن ہمارے زمانہ میں تو ہمارے اماموں نے فرمایا ہے کہ بجز ائمہ اربعہ یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے اور کسی کی تقلید درست نہیں۔ اور تحریر میں ہے: اِنعقد الاجماع علی عدم العَمَلِ المذاھِبِ المخالفۃِ لائمۃ الاربعۃ۔ یعنی اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ ائمہ اربعہ کے مخالف کسی مذہب پر عمل نہ کیا جائے۔ اور شاہ صاحب عقد الجید میں لکھتے ہیں: وقطع الکیاء الھو اسی بانہ یجب علی العامی ان یلزم مذھباً معیناً ۔یعنی یقیناً عوام پر واجب ہے کہ ایک ہی مذہب کو لازم کریں اور ایک مذہب معین پر علم کریں۔ اور اسی عقد الجید میں لکھتے ہیں: واختار فی جمع الجوامع انہ یجبُ ذٰلک ولا یفعلہ لمجرد التشھی بل یختارُ مذھباً یقلدہ فی کل شیءٍ ۔یعنی اور جمع الجوامع میں فتوی دیا کہ واجب ہے یہ اور اسکو صرف اپنی اپنی خواہش نفسانی سے نہ کرے بلکہ جس مذہب کو چاروں میں سے اختیار کرے تو ہر حکم میں اسی کی پیروی کرے اُسی کا مقلد رہے۔ اور اسی عقد الجید میں شاہ صاحب لکھتے ہیں: والمرجح عند الفقھاء ان العامی المنتسب لا یجوز مخالفتہ ۔یعنی فقہائے محققین و معتبرین کے نزدیک راجح اور مفتیٰ بہ یہی ہے کہ عوام کو جو کسی مذہب کی طرف منسوب ہوں ان کو اُس مذہب کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں۔ ذرا دیکھئے کہ شاہ صاحب کس شان سے مذہب معین کی تقلید کا وجوب اور اس پر قائم رہنے کی کتنی تاکید شدید لکھ رہے ہیں تو وہابی غیر مقلد جھوٹا فریبی ہوا یا نہیں؟

اور عارف ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ "میزان کبریٰ" میں فرماتے ہیں:

فان قلتَ فھل یجبُ علی المحجوبِ عنِ الاطلاع علی العین الاولیٰ للشریعۃ التقلید بمذھب معینٍ فالجواب ۔نعم یجب علیہ ذٰلک لئلا یضل فی نفسہ ویضل غیرہ۔ یعنی جو شخص مرتبہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے کیا اس پر

مذہب معین کی تقلید واجب ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ہاں اس پر تقلید شخصی واجب ہے تا کہ نہ خود گمراہ ہو اور نہ دوسروں کو گمراہ کرے۔ معلوم ہوا کہ غیر مقلد گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ اور اسی میزان کبریٰ میں ہے: صرّح امام الحرمین وابن السمعانی والغزالی والکیاالهراسی وغیرهم و قالوا لتلامذتهم یجب علیکم التقلید بمذهب امامکم الشافعی ولا عُذرَلکم عند الله فی العدول عنه۔ یعنی امام الحرمین نے صراحت کی اور ابن سمعانی اور امام غزالی اور کیا الہراسی وغیرہم نے۔ اور سب نے اپنے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ تم پر واجب ہے۔ اپنے امام کے مذہب معین کی تقلید۔ اور اس سے دور ہونے میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ اور یہ تاکید ہر مذہب کے مقلد کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہی مذہب کا پابند رہے۔

اور فتاوی حمادیہ میں ہے: انّ العامی یعمل برأیِ امام واحدوقع عنده انّه اعلم ولا یخالفه فی شیٔ یهویٰ نفسه عند نا۔ یعنی بیشک عوام ایک ہی امام کی رائے پر عمل کریں جو امام بھی ان کے نزدیک افضل ہو اسکی پیروی عمر بھر کرتے رہیں اس کے خلاف کسی مسئلہ میں اپنی نفسانی خواہش سے نہ کریں۔ ہمارے مذہب کا یہی حکم ہے۔ اور فتاوی جواھر میں ہے: لوانتقل الیٰ مذهب الشافعی لم تقبل شهادته وان کان عالماً۔ یعنی اگر کوئی حنفی شافعی بن گیا تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اگر چہ وہ عالم دین ہو۔ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے: حنفی اِرتحل الی مذهب الشافعی یعزر۔ یعنی جو حنفی شافعی مذہب کو اختیار کرے تو اسے سزا دی جائے گی۔ اور شامی میں ہے: وان انتقل الیه لقلة مبالاة فی الاعتقاد الجرأة علیٰ الانتقال من مذهب الی مذهب کما یتفق له ویمیل طبعه الیه لغرض یحصل له فانه لایقبل شهادته۔ یعنی اگر دوسرے مذہب کی طرف بے پروائی سے انتقال کرے تو وہ مردود الشهادة ہے۔ اور قهستانی میں ہے: لوانتقل الیٰ مذهب الشافعی لم تقبل شهادته وان کان عالماً۔ اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: من ارتحل الی مذهب الشافعی یعزّر۔ اور اس کے قریب فتاوی نسفیہ اور جواہر الفتاوی اور درمختار اور شرح تحریر وغیرہا میں ہے۔ اور

حضرت امام مالک کے بڑے مخصوص شاگرد رشید حضرت یحیٰ بن یحیٰ کے متعلق شاہ عبدالعزیز "بستان المحد ثین،، میں لکھتے ہیں:

""یحیٰ بن یحیٰ در ہر مسئلہ اتباع اجتہاد امام مالک لازم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصری را اختیار میکرد و مردم آں دیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک دریں مخالفت قلیلہ ہم بروے گرفت میکردند وانکار می نمودند"۔ دیکھئے صرف چار مسئلوں میں خلاف کرنے کی وجہ سے ایسے جلیل الشان شاگرد رشید کی علمائے مغرب نے گرفت کی اور اس کو عیب سمجھا۔اور شرح تحریر میں ہے: نقل الأمدی وابن الحاجب الاجماع علیٰ عدم جواز رجوع المقلد عما قلد فیه ۔یعنی آمدی اور ابن حاجب نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ کسی مقلد کو اپنے مذہب سے پھرنا جائز نہیں ۔اور حضرت امام احمد بن حنبل کا ارشاد "جامع الرموز" کتاب القضا میں منقول ہے: عن احمد بن حنبل اذا کا ن فی المسئلة قول العماء الثلثةِ لم یسع لاحدِ ان یخالفهم۔

ان تمام ارشادات سے یہ معلوم ہو گیا اور خوب واضح ہو گیا کہ حنفی شافعی ملکی حنبلی چاروں کا یعنی تمام اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے کہ غیر مجتہد کو مذہب معین کی تقلید واجب ہے اور جو عامی ایسا نہ کرے وہ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔

اور جو خواہ مخواہ مذہب بدلے وہ شریعت سے کھیل کرنے والا ۔لائق سزا مردود الشہادۃ ہے۔اور تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں: لم یبق فی فروع المسائل سِوىٰ هٰذه المذاهب الاربعة فقدانعقد الاجماع المركب علیٰ بطلان قول بخلاف کلهم وقد قال رسول الله صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم لاتجتمع امتی علیٰ ضلالة وقال الله تعالیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم وسائت مصیراً ۔

یعنی اور فروعی مسائل میں کوئی مذہب نہیں باقی رہا سوا ان چار مذہبوں کے۔ پس اجماع منعقد ہو گیا اس شخص کے قول کے بطلان پر جو ان کے مخالف ہو۔اور حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔اور اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے جو شخص غیر سبیل مومنین کی پیروی کرے تو ہم اسے متوجہ کریں گے جدھر وہ متوجہ ہوا اور اسکو دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ اور تفسیر عزیزی میں شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں: ''حکم ایشاں بطریق واجب الخیر مخیر" لازم الاتباع ست بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت ودقائق طریقت ایشاں رامیسر ست۔ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔''
یعنی ان حضرات ائمہ مجتہدین کا حکم بطور واجب الخیر مخیر" کے عوام پر واجب ہے کیونکہ شریعت کے بھیدوں اور طریقت کی باریکیوں کی سمجھ ان حضرات کو ہی حاصل ہے اور قرآن عظیم میں ہے کہ علماء سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں ہے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب انصاف میں یوں انصاف کرتے ہیں: اعلم انّ النّاس كانوا فى المائة الاولىٰ والثانية غير مجتمعين على التقليد لمذهب واحد بعينه و بعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم و كان هٰذاهو الواجب فى ذلك الزمان۔
یعنی جانو کہ پہلی صدی اور دوسری صدی میں لوگ ایک مذہب معین کی تقلید پر جمع نہ تھے یعنی ایک مذہب معین کی ہر مسئلہ میں تقلید کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اور دو سو برس کے بعد لوگوں میں تعین مذہب مجتہدین کا ظاہر ہوا یعنی تقلید شخصی مقرر ہوئی اور اس زمانہ میں یہی واجب تھا۔

سنی بھائی غور فرمائیں کہ اس زمانہ میں جو زمانۂ اقدس سے قریب تھا اس وقت میں مسلمانوں نے مذہب معین کی تقلید کو اپنے اوپر لازم و واجب کر لیا۔ تو اس زمانہ میں جبکہ روزانہ نئے نئے فتنے ابھر رہے ہیں اور طبیعتوں میں مذہب سے آزادی و بے پروائی ہے، مذہب معین کی تقلید کتنی ضروری و لازمی ہے۔ اور اس وجوب کے یہ معنی نہیں کہ پہلی صدی اور دوسری صدی میں لوگ تقلید شخصی کے قابل نہ تھے بلکہ اس زمانہ میں تقلید شخصی بالتخیر تھی کہ جو مسئلہ جس سے چاہا پوچھ کر اس پر عمل کر لیا۔ مگر تیسری صدی میں جب وضّاعون کذّابون کا دور دورہ ہوا تو علمائے امت نے ان کا دروازہ بند کرنے کیلئے اس امر پر اتفاق واجماع کر لیا کہ ان چار میں ہی اہلسنت وجماعت محصور رہیں۔

اور جو ان چار سے خارج ہے وہ اہلسنت سے بھی خارج ہے۔ اور مذہبِ معین کی پیروی کرنا واجب ہے۔ اب جو شخص ایک مذہب کا پابند نہ ہو وہ شریعت کو کھیل بنانے والا

اور گمراہ وگمراہ گر ہے۔ اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں منتقل ہو وہ سزا کا مستحق اور مردود الشہادۃ ہے۔ چنانچہ آپ نے عبارات ائمہ دین ومحدثین ومفسرین وعلمائے عارفین واولیائے کاملین پڑھیں کہ: اجمعت الامة اجمع المحققون ﷺ اتفق العلماء ﷺ انعقد الاجماع ﷺ اور یہ اجماع اتنا محبوب مرغوب وضروری العمل ہوا کہ محدثین کو بھی اس پر بغیر عمل کئے چارہ نہ ہوا۔ دیکھئے امام بخاری اپنے فضل وکمال کے باوجود شافعی ہوئے۔ اور امام مسلم وابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ ودارقطنی ودارمی وبیہقی وغیرہم مذہب معین کے مقلد ہوے۔ دیکھو عقد الجید وحجة الله البالغه وانصاف وغیرھا۔

تو وہابی غیر مقلد تو پانچواں نیا مذہب ہے جسکی ابتدا ابن عبدالوہاب نے بتائی کہ ساتویں صدی سے ہے۔ تو یہ کلهم في النار میں ہوئے۔ اور یہ اتباع مذہب معین کی اتنی ضروری وخوب ومرغوب ہوئی کہ برٹش کے ایجنٹ انگریزوں کے پٹھو امام الوہابیہ ہند جناب اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھ دیا کہ: ”در اعمال اتباع مذہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام ست بہتر وخوب ست“۔ یعنی اعمال میں مذاہب اربعہ کی پیروی جو تمام اہل اسلام میں جاری ومروج ہے یعنی مذہب معین کی پیروی کرنا بہتر اور خوب ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ مذہب معین کہ پیروی نہ کرنے کی خرابی بہت بُری ہے۔ آپ ایک کٹر وہابی غیر مقلد سے سنئے۔ مولوی محمد حسین لاہوری نے اشاعة السنہ نمبر۲ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں لکھا کہ:

”پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر وارتداد وفسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بیدین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں۔ اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ امر اس فرقہ کی مذہبی ترقی کے لئے سخت مضرت رساں اور سد راہ ہے۔“

وہابیو! دیکھو تمہارا پیشوا تمہاری غیر مقلدیت کا کتنا ماتم کر رہا ہے۔ چلو توبہ کرو وہابیت سے اور سچے سنی مسلمان ایک مذہب معین کے پیرو ہو جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو وہ ۲۵ برس کے تجربہ کی

کہہ رہا ہے کہ غیر مقلدیت الحاد اور بیدینی اور ارتداد کا پیش خیمہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

محمد حسین لاہوری وہابی غیر مقلد کی لیکن وہ دُور کی ہے نزدیک کی سناؤں۔ یہ دیکھئے بھارت کے وزیر اقراری وہابی آزاد از اسلام جناب ابوالکلام سے سنئے۔ یہ ہے آزاد کی کہانی خود کی زبانی صفحہ ۳۷۱ر میں ہے:

"والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت پھر نیچریت، نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل جو الحاد قطعی کی ہے، اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے، اسلئے کہ وہ نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے، اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا۔ سرسید مرحوم کو بھی پہلی منزل وہابیت ہی کی پیش آئی تھی۔ اصل یہ ہے کہ عقائد و فکر کے توسیع و تطور کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ تقلید کی بندشوں سے پاؤں آزاد ہوں۔ وہابیت اس زنجیر کو توڑتی ہے"۔

اور آزاد نے صفحہ ۳۸۳ر میں کہا: "میں ایک بت کی طرح سرسید کی پوجا کرتا تھا"۔

اور صفحہ ۳۸۴ر میں کہا کہ: "میں نے سرسید سے سب سے بڑی چیز جو اس وقت پائی تھی وہ یہی ترک تقلید تھی"۔ اور جب آزاد صاحب وہابی سے نیچری اور نیچری سے ملحد بن گئے تو صفحہ ۴۱۷ر میں بیان دیا کہ: "اس کے بعد بالالتزام نماز ترک کر دی۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد عید آ گئی۔ اس میں شرکت ناگزیر تھی چنانچہ دوگانہ عید پڑھا لیکن پھر اس پر سخت ندامت ہوئی۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ اس سے بھی اجتناب کرنا چاہئے"۔ اور اسی کے صفحہ ۴۱۶ر میں ہے کہ: "چند دنوں کی فکر و کشمکش کے بعد ایک دن شب کو آخری فیصلہ کر لیا اور صبح سے نماز ترک کر دی"۔

وہابی صاحبو! آزاد کی عبارت کو بار بار پڑھو اور پُرانے تجربہ کار وہابی کی تجربہ والی آپ بیتی کو سمجھو کہ ترک تقلید جڑ ہے وہابیت کی اور وہابیت ماں ہے نیچریت کی۔ اور نیچریت کی چہیتی بیٹی ہے الحاد۔ اور آزاد اقراری ملحد تھا۔ اور آزاد کی گواہی سے سرسید بھی ملحد تھا۔ تو آزاد کے قول سے تقلید شخصی نہ کرنے والے وہابی نیچری ملحد ہوتے ہیں۔ اور یہ دیکھئے اِفَاضات یومیہ حصہ چہارم صفحہ ۸۱ر میں جناب اشرفعلی صاحب تھانوی نے لکھوایا کہ: "بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان"۔ اور یہ اسی کے صفحہ ۷۰ار میں لکھوایا کہ: "وہابی کے معنی ہیں

بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان"۔ یہ تھانوی جی وہی ہیں جن کو برٹش گورنمنٹ نے چھ سو روپے ماہواری دے کر خریدا اور اپنا ایجنٹ بنایا تھا۔ وہ وہابی کو بے ادب بتا رہے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ وہابی بڑے بے ادب ہیں حد یہ کہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا عیبی بتائیں۔ اور رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کے برابر لکھائیں (حفظ الایمان صفحہ ۷/۸) اور ابلیس لعین کے علم سے کم بتائیں (براہین قاطعہ صفحہ ۵۱) اور نبیوں کو جھوٹا لکھائیں (تصفية العقائد) اور رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آخری نبی نہ مانیں (تحذیر الناس صفحہ ۳/۱۴/۲۸) اور حضور اعلم الخلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اردو زبان سیکھنے میں اپنے مولویوں کا شاگرد بنائیں (براہین قاطعہ صفحہ ۲۸) تو یہ بے ادب ہی بے ایمان ہیں۔ تھانوی جی کو دھوکہ ہوگیا ورنہ عبارت تھی "وہابی بے ادب بے ایمان کو کہتے ہیں اور بدعتی باادب با ایمان کو کہتے ہیں"۔ وہابی صاحبو! خدارا اپنی ہڈی بوٹی پر رحم کرو اور وہابیت سے توبہ کر کے سنی مسلمان مقلد مذہب معین بنو۔

ہم نے تمہارے بڑوں پرکھوں پُرانوں سیانوں کے اقوال سے وہابیت اور ترک تقلید کی خرابیاں تم پر واضح سے واضح تر کر دیں۔ اور سنی بھائی غور فرمائیں کہ وہابی کے سوال کا کتابوں سے جواب ہوگیا۔ اور توسّط ائمہ کی نفی کا بھی جواب ہوگیا اور بفضلہٖ تعالیٰ تفصیلی جواب لاجواب ہوگیا۔ **فالحمد لله** ۞ اور سواد اعظم بھی معلوم ہو چکا کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی تمام اہلسنت کا اجماع ہے تقلید شخصی مذہب معین کے وجوب پر۔ اور مزید دلائل آگے آ رہے ہیں۔

اور سندھی کا قول نا قابل اعتبار ہے۔ ہاں غیر مقلد وہابیوں کی ذہن دوزی کو مقدمہ شرح وقایہ کی ایک عبارت سنیے لکھتے ہیں: **فان قال قائل انّ هٰذه المناقب التى ذكروها كلها بلا سند ومثله لايعقد قلنا لا بل هى مسندة فى حلية الاولياء لابى نعيم الاصفهانى وتاريخ الخطيب البغدادى وغيرهما من كتب الاستناد مع ان ذاكرى هذه الاوصاف الجميلة وناقلى هذه المدائح الجليلة عمدالاسلام الذين يرجع اليهم ويستندُ بقولهم ويحتج بنقلهم فى باب التراجم والاخبار والاحكام وهٰذ القدر كاف ولاثبات فضله شأف**۔ یعنی اگر

کوئی کہے کہ امام اعظم صاحب کے یہ مناقب جو لوگوں نے بیان کئے ہیں سب بلا سند ہیں اور بلا سند بات معتبر نہیں۔ تو ہم جواب دیں گے کہ یہ بات نہیں بلکہ وہ تمام مناقب باسند ہیں حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی اور تاریخ بغدادی اور دوسری مستند و معتبر کتابوں میں سند کے ساتھ موجود ہیں۔

باوجود اس کے وہ حضرات جنھوں نے یہ اوصاف جمیلہ اور مدائح جلیلہ حضرت امام اعظم کے بیان فرمائے ہیں وہ اسلام کے ستون ہیں۔ لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کے ارشادات سے سند پکڑتے۔ ہیں اور باب تراجم میں ان کی نقل سے حجت لاتے ہیں۔ اور اتنا بیان ان کا مرتبہ ظاہر کرنے کو کافی اور ان کی بزرگی ثابت کرنے کیلئے شافی ہے۔ اور وہابی کا یہ کہنا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید قرآن و حدیث سے منصوص چیز نہیں ہے۔ اس میں وہابی جھوٹا ہے۔ تفصیلی دلائل آگے آئیں گے مختصراً یہ ہے کہ قرآن عظیم نے فرمایا: **فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون** کیا ان علم والوں سے حضرات ائمہ اربعہ کو کوئی وہابی کسی حدیث مرفوع متصل سے خارج بتا سکتا ہے؟ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو ان حضرات کی تقلید پیروی ثابت ہے۔ اور قرآن عظیم فرماتا ہے: **يايها الذين امنوا اطيعوا الله وَاَطيعوا الرسول وَاُولي الامر منكم** ان "اولی الامر" میں حضرات مجتہدین کرام ائمہ اربعہ داخل ہیں یا نہیں؟ نہیں تو ثبوت!۔ اور اگر داخل ہیں اور یقیناً داخل ہیں تو قرآن کریم سے ان کی تقلید ثابت ہے۔ کیوں کہ یہ حضرات اولی الامر ہیں۔ تو وہابی جھوٹا فریبی ہے۔ اور شاہ صاحب کی ہی زبان سے سنئے کہ "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں:

وكان ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما بعد عصر الاولين تناقضهم فى كثير من الاحكام واتبعه فى ذلك اَصحابُه من اهل مكة ۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اگلوں یعنی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد مکہ معظمہ میں موجود تھے اور بہت سے مسائل میں آپنے پہلوں کے خلاف فتوے دیئے اور مکہ والے آپ کے اصحاب ان مسائل میں آپکی پیروی کرتے تھے۔ یہ تقلید نہ تھی تو کیا تھی؟ اور زمانہ صحابہ کرام میں تھی، پہلی صدی میں تھی۔ تو وہابی اس میں بھی کذاب ہے۔

اور دیکھئے جناب شاہ صاحب ''عقد الجید'' میں لکھتے ہیں: ان الناس لم یزالوا من زمن الصحابة الیٰ ان ظهرت المذاهب مقلدون من اتفق من العلماء من غير نكير من يعتبر انكاره ولو كان ذلك باطلا لانكروه۔ یعنی یقیناً سب لوگ زمانہ صحابہ سے ان مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کے ظاہر ہونے تک برابر ہمیشہ کسی نہ کسی عالم کی تقلید کرتے ہی رہے۔ اور اگر یہ تقلید شخصی باطل ہوتی تو علمائے کرام ضرور ضرور انکار کرتے۔ اور وہ انکار کتابوں میں منقول ومذکور ہوتا۔ دیکھئے شاہ صاحب زمانہ صحابہ سے تقلید شخصی کا وجود بیان کر رہے ہیں تو وہابی جھوٹا ہے یا نہیں؟

اور حضرت شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ''شرح سفر السعادۃ'' میں فرماتے ہیں کہ: ''قرار داد علماء و مصلحت دید ایشاں در آخر الزمان تعین و تحقیق مذاہب است وضبط وربط وکار دین ودنیا ہم دریں صورت بود از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگر رفتن بے تو ہم سوء ظن وتفرق وتشتت در اعمال واحوال نخواہد بود۔ قرار داد متاخرین علماء انیست وهو المختار وفيه الخير''۔ یعنی علماء کا فیصلہ اور مصلحت آخر زمانہ تعیین اور تحقیق مذہب کی ہے اور دین ودنیا کے کاموں کا ربط وضبط بھی اسی صورت میں ہے۔ اوّل میں مختار ہے جس مذاہب کو چاروں میں سے چاہے پسند کرے۔ مگر ایک مذہب کو تحقیق کر کے پسند کرنے کے بعد دوسرے مذہب میں جانا بغیر توہم سوء ظن اور پراگندگی اور پریشانی اعمال اور احوال کے نہ ہوگا۔ علمائے متاخرین کا یہی فیصلہ ہے اور یہی مذہب مختار پسندیدہ ہے اور اسی میں بھلائی ہے۔

اور حضرت شیخ محقق رضی اللہ عنہ اسی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں: ''وبالجملہ مذہب حق طریق وصول منزل مقصود وابواب در آمدن خانۂ دین ایں چہار است ہر کہ راہے ازیں راہا ودرے ازیں درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفت ودرے دیگر گرفت عبث و یاوہ باشد وکار خانۂ عمل را از ضبط وربط بیروں افگند واز راہ مصلحت بیروں افتاد''۔ یعنی مذہب حق اور منزل مقصود کو پہنچنے کا راستہ اور دین اسلام کے گھر میں داخل ہونے کے دروازے یہی چاروں مذہب ہیں۔ جس شخص نے ایک راستہ ان راستوں میں سے اور ایک دروازہ ان چاروں دروازوں میں سے اختیار

نہ کیا اور دوسرے راستہ چلا اور کوئی اور دروازہ پکڑا تو یہ عبث اور بیہودہ ہوگا اور کارخانہ عمل ربط وضبط سے باہر ہوگا اور راہ مصلحت سے دور پڑے گا۔ ذرا احادیث مبارکہ کی سماعت وقرأت کا ثواب حاصل فرمایئے۔

(۱،۲) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر۔ یعنی میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابونصر اتنا اور زیادہ فرماتے ہیں:
فانھما حبل اللہ الممدود فمن تمسّک بھما تمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا۔ یعنی وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی ڈوری ہیں تو جس شخص نے ان کو مضبوط پکڑ لیا اس نے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے کا نہیں۔ رواہ الترمذی۔ والامام الاعظم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(۳) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال سول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی اٰلہ وسلم اِقتدُوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمّا ر وتمسکوا بعھد ابن مسعود رضی اللہ عنھم۔ یعنی اقتدا کرو میرے ان لوگوں کی میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر کی اور ہدایت حاصل کرو ارشادات عمار بن یاسر سے اور چنگل مارو مضبوط پکڑو عبداللہ بن مسعود کے قول کو رضی اللہ عنہم۔ رواہ الترمذی۔

(۴) عن حُذیفَۃ رضی اللہ عنہ قال کناجلوسًا عند النبی صلی اللہ علیہ وعلی اٰلہ وسلم فقال لا ادری مابقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی واشار الیٰ ابی بکر وعمر۔ یعنی ارشاد فرمایا میں اٹکل سے نہیں بتا تا کہ میں کتنے دن تم میں ظاہری شان سے رہونگا اور میرے بعد ان کی پیروی کرو اور اشارہ فرمایا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف۔ رواہ الترمذی۔ اسی کو تقلید شرعی کہتے ہیں۔

(۵) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی ارشاد

فرمایا میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں تو جس کی تم پیروی کرو گے ہدایت یاب ہو گے۔

(۶) ارشاد فرمایا: علیکم بسُنّتی و سنة الخلفاء الرّاشدین المهدیین عضّوا علیها بالنواجذ۔ یعنی میری سنّت کو لازم پکڑ و اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑ و اور اپنے دانتوں سے مضبوط تھام لو۔ رواه ابو داؤد و الترمذی۔ یہ تقلید شخصی شرعی ہے یا نہیں؟ اور حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا یا نہیں؟ اور صحابہ کرام نے ان حدیثوں پر عمل کیا تو حضرات صحابہ کرام کے دور میں تقلید شخصی کا وجود ہوا یا نہیں؟

(۷) اور یہ حدیث پاک بھی سنئے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا فیصلہ کیونکر کرو گے فتویٰ کہاں سے دو گے؟ تو عرض کی قرآن حکیم سے ارشاد فرمایا اگر قرآن میں نہ پاؤ تو عرض کی حضور والا کے ارشادات سے۔ ارشاد فرمایا اگر میری حدیثوں میں بھی نہ پاؤ! عرض کی اجتهد برائی پھر اجتہاد کر کے فیصلہ کرونگا تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کیلئے حمد ہے جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو بہتر توفیق بخشی۔

اس حدیث پاک میں اجتہاد اور تقلید شخصی دونوں کی تعلیم ہے۔ اجتہاد تو ظاہر ہے۔ اور تقلید یوں کہ جب وہ اجتہاد کے فیصلہ دیں گے اور فیصلے دیئے تو مسلمان مانیں گے اور مسلمانوں نے مانے اور یہی ہے تقلید پھر یہ یاد رہے کہ یہ عہد پاک سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہے اور حضرت معاذ کا اجتہاد بھی جاری اور آپکی تقلید بھی کی جارہی ہے۔

الحمدللہ کہ وہابی ہر بات میں جھوٹا ثابت ہو چکا۔ و نیز یہ بھی اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت معاذ کے اس حال میں اجتہاد کرنے اور مسلمانوں کے اس پر عمل پیرا ہونے سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خوش ہوئے اپنی مسرت کا اظہار فرمایا۔ تو تقلید شخصی مامور بہ بھی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خوشی کا سبب بھی ہے۔ لیکن وہابی اس دولت سے محروم ہے۔ کیوں کہ اس کا پیشوا نجدی چھ سو برس کے سب مسلمانوں کو کافر مشرک بیدین بتا چکا۔ تقلید کی نعمت عظمیٰ اہل سنت کو ہی عطا ہوئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

(۸) اور نسائی شریف میں ہے: ان ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه سُئِل عن امرأة ماتَ عنها زوجها ولم يفرض لها فقال لم ار رسول الله صلى الله عليه وعلىٰ آله وسلم يقضى فى ذٰلك فاختلفوا اليه شهراً والحوا فاجتهد برايه وقضىٰ بان لها مهرنسائها لا وكس ولا شطط وعليها العدة ولها الميراث فقام معقل بن يسار فشهد بانه صلى الله عليه وعلىٰ آله وسلم قضىٰ بمثل ذٰلك فى امراة منهم ففرح بدلك ابن مسعود فرحة لم يفرح مثلها قط بعدا لاسلام۔

یعنی ایک عورت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ عورت کا شوہر مر گیا اور اس کا مہر کچھ مقرر نہیں کیا تھا تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اس مسئلہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کوئی فیصلہ میرے علم میں نہیں ہے تو وہ لوگ مہینہ تک آپ کے پاس آتے جاتے اور اس سوال کے جواب کیلئے اصرار کرتے رہے تو آپ نے اپنی رائے سے اجتہاد فرما کر مسئلہ کا جواب دیا کہ اس عورت کیلئے مہر مثل ہے نہ کم اور نہ زیادہ اور عدت اس پر واجب ہے اور میراث بھی پائے گی۔ یہ جواب سن کر صحابی رسول حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور شہادت دی کہ یقیناً ایک عورت کے حق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس قدر مسرور ہوئے کہ کبھی دور اسلام میں اتنے مسرور نہ ہوئے تھے۔

کیا یہ تقلید شخصی نہیں؟ اور کیا دور صحابہ نہیں؟ اور کیا تقلید شخصی کوئی اور چیز ہے؟ یہ حدیث شریف تو اُس مقدس دور میں تقلید شخصی کی اتنی اہمیت بتاتی اور علم فقہ اور فقاہت کی عظمت سکھاتی ہے۔ کہ ایک مہینہ تک جواب کیلئے آتے اور اصرار کرتے رہے۔ پھر آپ نے اجتہاد فرما کر فیصلہ کیا فتویٰ دیا۔ تو اجتہاد بھی ثابت اور تقلید بھی ثابت۔ فالحمد لله رب العالمين۔

(۹) بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لاتسئلونی مادام هذاالحبر فيكم۔ یعنی مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو جب تک یہ دانشمند عالم یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم میں تشریف فرما ہیں۔ اس حدیث سے بھی حضرات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقلید شخصی کا ثبوت ظاہر ہے۔ تو جس تقلید کا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے حکم فرمایا اور جس پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا اور حضرات تابعین نے عمل کیا اور اسی پر تبع تابعین نے عمل کیا۔ اسی تقلید ماموربہ پر تصلب اور پختگی کے ساتھ عمل کرنے کا تیسری صدی میں عہد و پیمان ہو گیا۔ تو یہ تقلید کوئی نئی چیز نہ ہوئی بلکہ وہی چیز ہے جو زمانہ اقدس میں مامور شرعی تھی۔ اور یہی مطلب ہے شاہ صاحب کی اس عبارت کا جو انصاف میں ہے کہ: **وبعد المأتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقلّ من كان لايعتمد علىٰ مذهب مجتهد بعينه وكان هٰذا هوا لواجب في ذٰلك الزمان**۔ اور خوب ظاہر و باہر ہے کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے دور میں ممالک اسلامیہ میں عامل و حاکم مقرر کر کے بھیجتے تھے اور جہاں وہ حضرات مقرر و متعین ہوتے تھے ان بلاد و امصار و قریٰ کے مسلمانوں پر انکے فیصلوں کا ماننا ان کے فتووں کی پیروی کرنا ضروری تھا۔

پھر یہ کہ کسی امر کسی مسئلہ میں اس حاکم و رعایا کا اختلاف ہوتا تو خلیفۂ وقت کے حضور میں پیش ہوتا اور امیر المومنین کا جو فیصلہ ہوتا اس کو سب مانتے۔ بتاؤ یہ تقلید شخصی ہے یا نہیں؟ کیا یہ تقلید شخصی کسی اور چیز کا نام ہے؟ اور یہ دور صحابہ اور اَدوَارِ حضرات خلفائے راشدین میں ہوا اور یقیناً ہوا اور برابر ہوتا رہا۔ پھر اس تقلید شخصی کو وہابی کا یہ کہنا کہ چار سو سال تک تمام دنیا کے مسلمان اس سے نا آشنا تھے کتنا کھلا ہوا جھوٹ اور صریح عناد اور ڈھٹائی و ہٹ دھرمی ہے۔

ہاں دوسری صدی کے بعد جب ہرج مرج والے فتنہ پردازوں فسادیوں کا دور دورہ ہوا تو امت نے یہ طے کیا کہ ان چار مذہبوں کے علاوہ دوسرے مذاہب مکمل طور پر مدون بھی نہ ہوئے اور جتنے ہوئے تھے وہ بھولے بسرے بھی ہو گئے لہذا ان چار مذہبوں کی ہی پیروی میں اب اہل سنت و جماعت کو محصور کر دو۔ اور تعیین مذہب ضروری و لازمی ہے۔ اسکو یوں سمجھئے کہ خلافت راشدہ کے دور میں جس طرح امیر المومنین کا فتویٰ آخری اور **واجب العمل** ہوتا تھا اسی طرح اب ان چار مذاہب میں سے کسی ایک کو پسند کر کے معین کرنا اور ہر مسئلہ میں اُسی ایک مذہب کی پیروی ضروری و لازمی ہے، تو یہ کوئی جدید چیز نہیں بلکہ وہی امور شرعی قدیم چیز

ہے۔ جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ کچھ دلائل بیان ہوئے اور مزید آگے آرہے ہیں۔
اور شاہ صاحب سے سنئے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں: ثمّ انهم تفرّقوا
فی البلاد وصار كل واحد مقتدیٰ ناحية من النواحی و كثرت الوقائع
ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب ماحفظه او
استنبط وان لم يجد فيما حفظ او استنبط مايصلح للجواب اجتهد برأيه۔
یعنی پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفرق شہروں میں پھیل گئے اور ہر ایک ان میں سے
ایک ایک علاقہ کا مقتدا پیشوا ہو گیا اور بہت سے واقعات اور مسائل پیش آئے تو لوگوں نے
ان حضرات صحابہ سے فتوے پوچھے تو ہر ایک نے اپنی یاد کے موافق یا استنباط کر کے جواب
دیئے۔ اور اگر اپنی یاد حفظ اور استنباط صحابہ میں جواب نہ ملا تو اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور
مسئلہ کا جواب دیا۔

یہی تقلید شخصی ہے اور پہلی ہی صدی میں ہے۔ اور حضرات ائمہ اربعہ سے پہلے ہی
اس تقلید شخصی کا وجود تھا۔ ہاں مخیّر تھے یعنی تمام مسائل میں کسی ایک ہی کے پابند نہ تھے لیکن
اصل چیز تقلید شخصی ہے اور وہ بخوبی موجود تھی۔ اب جو تقلید شخصی کو شرک و کفر بتانے والے
وہابی ہیں ان کے دھرم میں حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام و تبع تابعین کون ہوئے؟ اور
امام بخاری وغیرہ محدثین جو مقلد ہوئے وہ کون ہوئے؟ اور خود شاہ ولی اللہ صاحب جو مقلد
بیک مذہب تھے اور تقلید مذہب معین کو واجب بتاتے رہے وہ کون ہوئے؟ بینوا توجروا۔
کیا کوئی وہابی ان سوالوں کا صاف صاف بلا پھیر پھار جواب دے گا؟

پھر شاہ صاحب انصاف میں لکھتے ہیں: فان قلت كيف يكون شئی
واحد غير واجب فی زمان واجباً فی زمان اخرمع ان الشرع واحد فليس
قولك لم يكن الاقتداء بالمجتهد المستقل واجباً ثم صار واجباً الا قولاً
متناقضاً متهافتاً قلت الواجب الاصلی هو ان يكون فی الامة من يعرف
الاحكام الفرعة من ادلتها التفصيلية اجمع علىٰ ذٰلك اهل الحق ومقدمة
الواجب واجبة فاذا كان للواجب طرقاً متعددةً وجب يحصل طريق من

ذلک الطرق غیر متعین و اذا تعین له طریق واحد وجب ذلک الطریق۔
یعنی اگر تو یوں کہے کہ ایک ہی چیز ایک زمانہ میں غیر واجب اور دوسرے زمانے میں واجب کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ شریعت ایک ہے، تو آپکے اس قول میں کہ پہلے مجتہد مستقل معین کی تقلید واجب نہیں تھی پھر بعد کو واجب ہوئی تناقض اور تخالف ہے۔تو میں یہ جواب دونگا کہ اصل واجب یہ ہے کہ امت میں ایک شخص ایسا ہو جو احکام فرعیہ مسائل شرعیہ کو تفصیلی دلائل سے جانتا ہو اس پر تمام اہل حق کا اجماع ہے اور جس چیز پر کہ واجب موقوف ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے۔پس اگر واجب کے کئی طریقے ہوں تو بغیر تعین کے ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کا حاصل کرنا واجب ہے۔

اور اگر صرف ایک طریقہ کو معین کر لیا تو پس وہی طریقہ واجب ہے۔اور پھر اسی انصاف میں مثال دیکر لکھتے ہیں: وکان السلف لایکتبون الحدیث ثم صار یومنا ھذا کتابة الحدیث واجبة لان روایة الحدیث لا سبیل لھا الیوم الامعرفة ھٰذہِ الکتب وکان السلف لایشتغلون بالنحو واللغة وکان لسانھم عربیا لایحتاجون الیٰ ھٰذہ الفنون ثم صار یومنا ھذا معرفة اللغة العربیه واجبة لبعدالعھد عن العرب الاول وشواھد مانحن فیه کثیر جداً وعلیٰ ھٰذا ینبغی ان یقاس وجوب التقلید لامام بعینہٖ فانه قد یکون واجباً وقد لایکون واجبًا ۔یعنی متقدمین حدیثیں لکھتے نہ تھے پھر ہمارے زمانہ میں حدیثوں کا لکھنا واجب ہو گیا کیونکہ اس زمانہ میں ان کتابوں کے جاننے کے سوا اور کوئی طریقہ حدیث کی روایت کا نہیں ہے۔ونیز متقدمین علم نحو ولغت میں نہیں مشغول ہوتے تھے پھر ہمارے زمانہ میں زبان عربی کا جاننا واجب ہو گیا کیونکہ پہلے اہل عرب سے بہت دوری ہو گئی۔اور اس مسئلہ کے شواہد بہت ہیں،اور اسی پر امام معین کی تقلید واجب ہونے کو قیاس کرنا چاہئے کیونکہ امام معین کی تقلید بھی کبھی واجب ہوئی اور کبھی غیر واجب۔

متقدمین پر تقلید شخصی تخیر کے ساتھ واجب تھی اور ہم پر تعین امام واحد کے ساتھ واجب ہے۔ورنہ وہابی بتائے کہ آج کے دور میں صرف ونحو پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟اور لغت عربی

زبان عربی سیکھنا قرآن فہمی کیلئے واجب ہے یا نہیں؟ احادیث مبارکہ کا لکھنا واجب ہے یا نہیں؟
ہاں ہاں وہابیو! بتاؤ اور جلد احادیث مبارکہ بیان کرنے کیلئے ان کی سندوں کا بیان کرنا واجب ہے یا
نہیں؟ اگر نہیں تو ان کا اعتبار کیونکر ہوگا۔ اور اگر واجب ہے تو کیا زمانہ صحابہ میں واجب تھا۔ اگر
نہیں تو تم کیسے واجب بتا رہے ہو؟ **فما جوابکم فھو جوابنا فی التقلید۔** دیکھو یہ توسط
کتنا ضروری ولازمی ہے۔ ہاں ہاں بتاؤ کہ قرآن عظیم کے منقوط حروف میں نقطے لگانا واجب ہے
یا نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ثابت ہے؟ کوئی حدیث مرفوع متصل لاؤ
ورنہ واجب کیوں؟ **فما جوابکم فھو جوابنا فی التقلید۔**

اور یہ بھی بتاؤ کہ قرآن عظیم میں اعراب لگانا واجب ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو غیر عربی
اس کو کیونکر پڑھیں گے بلکہ آج کے عرب بھی کس طرح صحیح پڑھیں گے؟ اور اگر واجب ہے۔ تو
حدیث صحیح حسن مرفوع متصل لاؤ۔ ورنہ یاد رکھو! **فما جوابکم فھو جوابنا۔** خوب یاد رکھو کہ غیر
مقلدیت الحاد و دہریت کی سیڑھی ہے محمد حسن غیر مقلد اور آزاد وہابی غیر مقلد ملحد کے اقوال پھر
پڑھ لو۔ **والعیاذ باللہ تعالیٰ۔**

اور حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ عنہ ''شرح سفر السعادۃ'' میں فرماتے ہیں: ''ایں
چہار تن از امامان دین ومقتدایان ملت اند کہ ضبط وربط احادیث واقوال صحابہ وسلف و تطبیق وتوفیق
میان آنہا نمودہ اند وتفسیر وتاویل وبیان ناسخ ومنسوخ کردہ وغایت بذل مجہود دریں باب فرمودہ
واستنباط احکام بقیاس واجتہاد واز نصوص کتاب وسنت نمودہ اند غیر مجتہدے راجز تابع ایشان بودن
چارہ ووسیلہ نہ ومشائخ طریقت وبزرگان ایشاں ہمبریں مذاہب بودہ اند یارب مگر آنہا کہ بپایۂ
اجتہاد رسیدہ باشد موافق یا مخالف ایشاں برائے خود اجتہادے نمودہ باشند واللہ اعلم''۔ یعنی یہ چار
حضرات دین کے امام اور ملت کے پیشوا ہیں اور حدیثوں اور ارشادات صحابہ واقوال سلف میں
ربط وضبط دیا ہے اور ان میں تطبیق وتوفیق دی اور تفسیر وتاویل اور بیان ناسخ ومنسوخ فرما کے اس
معاملہ میں بہت کوشش فرمائی، اور استنباط احکام نصوص کتاب وسنت سے قیاس اور اجتہاد کے
ساتھ کیا ہے، غیر مجتہد کیلئے سوائے اس کی تابعداری پیروی کے اور کوئی راستہ نہیں، اور مشائخ
طریقت اور ان کے بزرگ بھی ان ہی مذہبوں کے پیرو تھے، یا اللہ! مگر وہ لوگ جو پایۂ اجتہاد کو

پہنچے ہوں اور اپنے واسطے موافق یا مخالف ان کے اجتہاد کیا ہو۔ واللہ اعلم۔

تو مجتہد کو تقلید جائز نہیں لیکن غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اور آج کے دور میں مذہب معین کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اور ابن حزم کے قول کا یہی مطلب ہے کہ مجتہد کو تقلید حرام ہے اور عارف ربانی حضرت امام شعرانی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرماتے ہیں: اِنّ المجتهدين من اصحاب المذاهب الاربعة كانوا بنوا قواعد مذاهبهم على الحقيقة التى هى اعلى مرتبة الشريعة كما بنوها علىٰ ظاهر الشريعة علىٰ حد سواء وانهم كانوا عالمين بالحقيقة ايضاً خلاف مايظنه بعض المقلدة فيهم فكيف يصح خروج شيءٍ من اقوالهم عن الشريعة ومن نازعنا فى ذلك فهو جاهل بمقام الائمة فوالله لقد كانوا علماء بالحقيقة والشريعة معاً ۔یعنی یقیناً چاروں مذہبوں کے مجتہدین کرام نے اپنے اپنے مذہبوں کے قاعدے اس حقیقت پر بنائے تھے جو شریعت کا اعلیٰ درجہ ہے۔ جیسا کہ انہوں نے ظاہر شریعت پر ان قواعد کو برابر برابر بنایا اور یقیناً وہ حضرات حقیقت کے بھی عالم تھے بر خلاف بعض مقلدوں کی بدگمانی کے ان کی شان میں، تو کیونکر نکل سکتا ہے ان کا کوئی قول شریعت کی حد سے اور جو شخص اس معاملہ میں ہم سے جھگڑتا ہے وہ ائمہ کرام کے مقام عظمت سے جاہل ہے۔ اور خدا کی قسم یقیناً وہ حضرات ائمہ دین رضی اللہ عنہم حقیقت اور شریعت دونوں کے بیک وقت ایک ساتھ عالم جاننے والے تھے۔ فالحمد لله۔

اور اسی "میزان" میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرات ائمہ مذاہب اربعہ نے اپنے مذہبوں کی تائید کی قواعد حقیقت پر شریعت کے ساتھ تاکہ جان لیں ان کے پیرو کہ وہ حضرات شریعت و طریقت دونوں کے عالم تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مجتہدین کرام کے کسی قول کا شریعت سے نکلنا کبھی صحیح نہیں۔ تمام اہل کشف کا اس پر اتفاق ہے اور شریعت سے ان کے کسی قول کا خروج کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

جبکہ بخوبی خبردار ہیں اپنے اقوال کے مواد پر یعنی کتاب قرآن عظیم اور احادیث نبویہ اور ارشادات صحابہ سے اور اس کے ساتھ ہی وہ حضرات صاحبان کشف صحیح بھی ہیں اور یہ کہ وہ

حضرات دربار رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں باریاب ہیں۔اور بیداری میں روبرو عرض کرتے ہیں جس حدیث میں توقف ہو کہ اے سرکار! یہ آپکا ارشاد ہے۔اور اسی طرح اہل کشف کی تمام شرائط کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور اپنے ہر مسئلہ کو پیش کرتے جو قرآن وحدیث سے مسئلہ نکالتے تھے کہ اے سرکار والا تبار! فلاں آیت قرآنی اور فلاں حدیث شریف سے ہم نے یہ سمجھا ہے۔حضور والا ارشاد فرمائیں یہ درست ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان اور اشارے کے مطابق عمل کرتے تھے۔جب سرکار منظور فرماتے تو وہ مسئلہ کتاب میں درج کراتے۔اور ہمارے اس بیان پر جس کو توقف ہو تو ہم اس کو جواب دیں گے کہ یہ مرتبۂ عظمیٰ حاضری دربار اقدس کا حضرات اولیائے کرام کو حاصل ہے۔اور یہ ائمۂ دین یقیناً اللہ کے ولی کامل تھے۔اور باربار دربار رسول میں باریاب ہوتے تھے۔اور اولیائے کرام اس کی تصدیق کرتے ہیں۔یعنی حضرات ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے مذہب کی کتابوں میں وہی درج کرایا ہے جس کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اجازت حاصل کی ہے۔فالحمد للہ۔

اور "میزان" کی اسی فصل میں فرماتے ہیں: **هم اوتاد الارض وقواعد الدین**۔یعنی حضرات ائمۂ دین زمین کی مین میخیں اور دین کی بنیادیں ہیں یعنی ان سے زمین کا قیام اور دین کا نظام ہے۔

اور "شرح سفر السعادۃ" میں حضرت شیخ محقق رحمت اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

" امادریں روزگار پس این کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث وآثار را تتبع نمودہ ناسخ را از منسوخ وصحیح را از سقیم جدا ساختہ وتحقیق وتاویل فرمودہ وتطبیق وتوفیق میان آنہا دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علمائے ایشاں را دریں روزگار این قوت وطاقت کجاست کہ ایں کار از دست ایشاں برآید ایشاں را جز متابعت مجتہداں کردن ودرپے ایشاں رفتن سبیلے نبود وچارہ نے"۔

یعنی اس زمانہ میں مجتہدین کی پیروی ہی کرنی ہوگی کیونکہ مجتہدین دین نے احادیث نبویہ اور اثار صحابہ کا تتبع کرکے اور ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو سقیم سے جدا کرکے اور تحقیق وتاویل فرما کر اور ان میں تطبیق وتوفیق دیکر ایک مذہب قرار دیا ہے۔عام مسلمانوں بلکہ ان کے عالموں کو اس

زمانے میں یہ قوت اور طاقت کہاں ہے کہ یہ عظیم کام ان سے ہو سکے ان کو تو مجتہدین کرام کی اتباع کرنے اور پیروی کرنے کے سوا کوئی راستہ اور چارہ ہی نہیں۔ الحمد للہ کہ ان عبارات کثیرہ مذکورہ سے تقلید شخصی کی اہمیت اور دوسری صدی کے بعد سے تقلید شخصی کا تعین کے وجوب اور اس پر امت کا اجماع اور حضرات ائمہ دین مجتہدین کا توسط خوب ثابت و واضح اور روشن ہوگیا۔ اب تقلید شخصی کے وجوب پر قرآنی دلائل سنئے۔

جواب نمبر ۱/ آیت اول :

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝	یعنی تم کو علم نہیں تو علماء سے پوچھو۔

یہی تقلید ہے۔

آیت دوم :

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۝	اور تابعداری کرو ان لوگوں کی جو میری

طرف رجوع کرتے ہیں ــــــ کیا یہ تقلید نہیں ؟

آیت سوم :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۝	یعنی اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور اولو الامر کی فرمانبرداری کرو۔

یہ "اُولِي الْاَمْرِ" یہی حضرات ائمہ مجتہدین ہی تو ہوں گے۔

آیت چہارم :

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝	یعنی جو شخص خلاف کرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہدایت ظاہر ہونے کے بعد اور تابعداری کرے سبیل غیر مومنین کی تو پھیر دیں گے ہم اس کو اسی

طرف جدھر وہ پھرا اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور برا ٹھکانا ہے وہ۔

ظاہر ہے کہ تقلید شخصی مذہب معین اب سبیل المومنین ہے۔

آیت پنجم:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهِيمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ || یعنی اور ابراہیم کے دین سے منہ پھیرے سوا اس کے جو دل کا احمق ہے۔

یعنی بے وقوف بدقماش جاہل کے سوا ملت ابراہیم سے کون پھرے گا۔

آیت ششم:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ؕ || یعنی اور تم کو جو حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمائیں اس کو قبول کرو۔

اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔

اور حضور والا نے خلفائے راشدین اور دوسرے حضرات کی پیروی کا حکم فرمایا۔ یہی تقلید شخصی ہے۔

آیت ہفتم:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ؕ || یعنی جس نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتبعوا السواد الاعظم ۔سواد اعظم کی پیروی واجب کی۔

اور سواد اعظم مقلدین ائمہ اربعہ بتقلید مذہب معین ہی ہے حد یہ کہ خود امام بخاری بھی مقلد تھے ۔ پھر اس پرفتن دور میں تقلید شخصی کیوں کر واجب نہ ہوگی۔

آیت ہشتم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ || یعنی اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

آیت نہم:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ؕ || یعنی اور پورا کرو عہد کو یقیناً عہد کا سوال کیا جائیگا۔

آیت دہم:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ۚ || یعنی اور پورا کرنے والے ہیں وہ لوگ اپنے عہد کو جب عہد کریں۔

ان آیات مبارکہ میں عہد کو پورا کرنے کا حکم فرمایا۔اور عہد پورا کرنے والوں کی تعریف وتوصیف فرمائی۔اور نقض عہد کرنے والوں کی مذمت اور برائی بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اُولٰٓئِکَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۚ || یعنی عہد توڑنے والوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے یعنی جہنم۔تو عہد توڑنے والے کو ملعون اور جہنمی بتایا۔

اور غیر مجتہد یقیناً مختار تھا کہ جس مذہب کی ان چاروں سے چاہے پیروی کرے۔اور جب اس نے اپنے اختیار سے ایک کو پسند کرلیا تو یہ تعین مذہب کا عہد کیا۔اب بلاضرورت شدیدہٗ شرعیہ اس سے انحراف نقض عہد ہے۔اور نقض عہد کرنے والا خدا کا نافرمان، مفسد، ملعون، جہنمی بتایا گیا ہے۔پس تقلید شخصی مذہب معین کی ہی واجب ہوئی۔اور اس پر تیسری صدی کے عہد اول میں اجماع ہو چکا۔جس طرح حدیثوں کا کتابوں میں جمع کرنا، لکھنا واجب ہے۔اور حدیثوں کے لئے سندوں کا بیان کرنا واجب ہے۔وہابیو! بتاؤ تمہارے ان مسلمات وواجبات کے دلائل وبراہین وجوابات کیا ہیں؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو حدیث کی کوئی کتاب مرتب نہ فرمائی اور اسناد حدیث کو بھی واجب نہ فرمایا۔ بینوا توجروا!

نیز یہ بھی بتاؤ کہ قرآن عظیم کے رسم الخط کی پیروی واجب ہے یا نہیں۔اگر نہیں تو حدیث مرفوع متصل لاؤ۔اور اگر واجب ہے تو وجوب کے لئے حدیث مرفوع متصل لاؤ۔اور اپنی تحریر کے مطابق اس کانفرنس کا پتہ دو۔اور اس کا ماہ وسن ویوم اور صدی کا نام بتاؤ جس میں یہ طے پایا اور اس حدیث کی اسناد مکمل لکھو۔ بینوا توجروا!

نیز یہ بتاؤ کہ وہابی غیر مقلد جو کانفرنس کانفرنس کا شور مچاتے ہیں اور اس کے لئے پوسٹر اور دعوت نامے چھاپنا، بھیجنا اور پنڈال بنانا اور وہابی لیڈروں کیلئے اسٹیج بنانا۔کیا اس کانفرنس کا اپنے لوازمات کے ساتھ کسی حدیث مرفوع متصل سے ثبوت ہے اگر ہے تو وہ حدیث مرفوع

متصل مع اسناد لائیے جس میں آپ کی کانفرنس کی ایک ایک جزئی کا تفصیلی ثبوت ہے۔اور اگر ایسی مفصل و محکم کوئی حدیث مرفوع متصل نہ لاؤ۔تو یہ کانفرنس بدعت ہوئی اور وہابی غیر مقلد سارے کے سارے بدعتی ہوئے۔فما جوابکم فھو جوابنا انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاء جبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ وسلّم۔

یہ دس آیات مبارکہ کافی ہیں۔اب مزید احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔نو حدیثیں آپ پڑھ چکے۔

حدیث دہم: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تلزم جماعة المسلمین و امامھم۔یعنی اے حذیفہ جب ایسا وقت آئے کہ جہنم کی طرف لوگ بلائیں تو اس وقت تو مسلمانوں کی جماعت کو اور جوان کا امام ہو اس کو لازم پکڑ۔یعنی جیسا وہ کہے اسی طرح عمل کر اس کی پیروی کر۔ رواہ مسلم ۔یہی ہے تقلید شخصی جس کا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا۔

حدیث یازدہم: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتبعو االسّواد الاعظم فانہ من شذشذ فی النّار۔یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا بڑے گروہ کی پیروی کرو پس یقیناً جو جماعت سے الگ ہوا وہ تنہا جہنم میں گیا۔ رواہ ابن ماجہ ۔

سُنّی بھائی غور کریں کہ سَوادِ اعظم مَذہَبِ مُقلّدِین ہی ہے۔

حدیث دوازدہم: انّ اللہ لایجمع امتی علیٰ ضلالة وید اللہ علیٰ الجماعة۔یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کریگا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔رواہ الترمذی عن ابن عمر رضی اللہ عنھما ۔اور اجماع ہو چکا کہ اب ان چار مذہبوں میں سے ہی کسی ایک کی پیروی کرنا غیر مجتہد پر واجب ہے۔اور ان چاروں مذاہب والے ہی مل کر اہل سنت و جماعت ہیں اور جو ان چاروں سے خارج ہے وہابیہ غیر مقلدین وہ اہل سنت سے خارج گمراہ اور گمراہ گر ہے اور اپنے عقائد کفریہ کی بناء پر کافر مرتد مستحق نار ابد ہے۔"الاشباہ والنظائر" میں ہے: من خالف الائمة الاربعة فھو مخالف الاجماع۔یعنی جس نے حضرات ائمہ

اربعہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی تو اس نے اجماع کی مخالفت کی اور اجماع کے دلائل فقیر اوپر ذکر کر چکا۔ اور "مسلم الثبوت" میں ہے: اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید الصحابة بل علیهم اتباع الذین سیّروا وبوّبوا ونقّحوا وجمعوا وفرّقوا وعلّلوا و فصّلوا وعلیه ابتنی ابن الصّلاح منع تقلید غیر الائمة الاربعة لان ذٰلک لم یدرفی غیرهم۔ یعنی محققین نے اجماع کیا ہے عوام کے منع کرنے پر صحابہ کرام کی تقلید کرنے سے بلکہ عوام و غیر مجتہد کو تابعداری لازم و واجب ہے ان لوگوں کی جنھوں نے تصنیف کیا اور باب باب کیا اور منقح پاک کیا اور جمع کیا اور صحیح و سقیم ناسخ و منسوخ میں فرق کیا اور حکم کی علت بیان کی اور اس کی تفصیل فرمائی۔ اور اسی پر ابن صلاح نے بنا کر کے حضرات ائمہ اربعہ کی تقلید کے سوا اوروں کی تقلید سے منع کیا اس لئے کہ یہ بات دوسروں میں نہیں پائی گئی۔

اور حضرت علامہ طحطاوی فرماتے ہیں: فعلیکم یامعشر المومنین باتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السّنة والجماعة فان نصرة الله تعالٰی وتوفیقه فی موافقتهم وخذ لانه وسخطه ومقته فی مخلافتهم وهٰذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الاربعة هم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجًا من هٰذه المذهب الاربعة فی هٰذاالزّمان فهو من اهل البدعة والنار۔

اور "عقود الجواهر المنیفه" کی عبارت پڑھئے: والناس کان متفقون علی ان اصحاب السّنّة والجماعة هم اهل المذاهب الاربعة مثل ابی حنیفة ومالک والشافعی واحمد ومذهب ابی حنیفة باق الی یوم القیامة وکلما قدم ازداد نوراً وبرکة۔ یعنی اس زمانہ میں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یقیناً اہل سنت و جماعت یہی چار مذہب والے ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب قیامت باقی رہے گا۔ اور جتنا پرانا ہوگا نور زیادہ ہوگا اور برکت بڑھتی رہے گی۔

اور امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی مکتوبات میں فرماتے ہیں:

''و شک نیست فرقہ کہ ملتزم اتباع اصحاب آن سرور اند علیہ و علیہم الصلاۃ والتسلیمات اہل سنت و جماعت اند شکر اللہ تعالیٰ سعیہم فہم الفرقۃ الناجیۃ۔''

بہر حال فرقہ ناجیہ یہی اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور آج کے اہل حدیث غیر مقلد وہابی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے اسلام سے ہی خارج ہیں۔ پھر یہ کہ ان کا پیشوا شیخ نجدی چھ سو برس کے سب مسلمانوں کو کافر مشرک بتا چکا تو اس کو اور اس کے پیرو وہابیوں کو اسلام سے کیا تعلق؟ وہابی دھرم کی تو جڑ بنیاد ہی ختم ہوگئی۔ فقہ حنفی گھر میں یا کسی کونے میں مرتب نہیں ہوئی بلکہ جامع مسجد کوفہ میں عام اجلاس میں جہاں اکابر محدثین ائمہ حدیث حفاظ حدیث موجود تھے۔ ان کے سامنے مرتب و منقح ہوئی، اور بعض مسائل پر کئی کئی روز مناظرے ہوتے اور جب مسئلہ طے ہو جاتا اور سب بخوشی مان لیتے تب وہ مسئلہ کتاب میں درج ہوتا۔ فالحمد للہ۔ اور اس مجمع میں امام بخاری و امام مسلم کے دادا استاد اور پردادا استاد حاضر ہوتے اور اطمینان قلب حاصل کرتے۔ اس شان و اہتمام سے فقہ حنفی کو مرتب و مدوّن کیا گیا۔ اور تابعین کے دور آخر اور تبع تابعین کے دور اول میں ہوا۔ اور یہ خیر القرون کے مقدس ادوار ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے تقلید شخصی کا وجوب ظاہر و باہر ہوگیا۔ اور ارشادات صحابہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقلید شخصی کے قائل اور تقلید شخصی کے عامل تھے۔ اور جب صحابہ کرام میں تقلید شخصی رائج و معمول بہ تھی تو تابعین بھی ضرور تقلید شخصی کے قائل و عامل تھے مگر تخییر تھی۔ تعین مذہب معین مذہب واحد نہ تھا۔ تیسری صدی کے اول میں جب فتنہ پردازوں بدمذہبوں کا اور شور ہوا، ایسے ایسے ہونے لگے کہ جن کو حدیث گڑھتے قال رسول اللہ کہتے شرم نہ رہی تو مسلمانوں کے دین و ایمان بچانے کیلئے تمام اعیان امت نے اس پر اجماع کیا کہ اب غیر مجتہد کو مذہب کے تعین کے ساتھ تقلید شخصی واجب ہے۔ اور جو لوگ اس تعین کے ساتھ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کے مقلد ہیں وہی سب اہل سنت و جماعت ہیں اور جو الگ ہے اور ان میں سے کسی ایک کا مقلد تعین مذہب کے ساتھ نہیں وہ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔ اس پر حضرات ائمہ دین کے سیکڑوں ارشادات ہیں جن میں کچھ کو فقیر نے اوپر ذکر بھی کیا ہے۔ حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزید عظمت معلوم کرنے کیلئے یہ احادیث

مبارکہ بھی پڑھیے :

(۱) عن عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم طوبی لمن رآنی وآمن بی وطوبی لمن رای من رانی ولمن رای من رآنی و آمن بی طوبیٰ لھم وحسن ماب ۔یعنی ارشادفرمایاخوشی ہےاس کے لئے جس نے مجھ کودیکھااور مجھ پر ایمان لایااورخوشی ہےاس کے لئے جس نے اس کودیکھا جس نے میرادیدارکیا۔اورخوشی ہےاس کے لئے جس نے اس کودیکھا جس نے میرے دیکھنے والے کی زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا۔ان سب کیلئے مبارکی اور اچھاٹھکانا ہے۔رواہ الطبرانی والحاکم۔

(۲،۳) طوبیٰ لمن رآنی ولمن رآنی من رآنی ولمن رآی من رآی من رآنی ۔ رواہ ابن عساکر عن واثلۃ وعبدبن حمید عن ابی سعید رضی اللہ عنھما۔

(۴) لاتمسّ النار مسلماً رآنی اورآی من رآنی۔ الخ رواہ الترمذی والضیاء فی مختارہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔

(۵) خیرالناس قرنی ثم الثانی ثم الثالث ثم یجی قوم لاخیر فیھم رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ان احادیث مبارکہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کو بشارتیں ہیں اور یقیناً حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔اورآپ کے تلامذہ شاگردلوگ تبع تابعی ہیں۔

(۶) امتی علیٰ خمس طبقات فاربعون سنۃ اھل بر وتقویٰ ثم الذین یلونھم الیٰ عشرین ومائۃ اھل توصل وترا حم ثم الذین یلونھم الیٰ ستین ومائۃ اھل تدابر وتقاطع ثم الھرج والمرج النجاالنجا ۔یعنی ارشادفرمایامیری امت پانچ طبقوں میں تقسیم ہےتو چالیس برس تک نیکی اورتقوے والے پھران کے بعد ایک سوبیس برس تک تواصل وتراحم والے یعنی ملانے اورمہربانی کرنے والے۔ پھران کے بعد ایک سوساٹھ برس تک تدابروتقاطع والے یعنی ایک دوسرے کے پیچھے پڑنے اورایک دوسرے

کو کاٹنے والے ہونگے پھر ہرج اور مرج فتنہ اور فساد ہوگا۔ رواہ ابن ماجہ من انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) کل طبقة اربعون عاماً فامّا طبقتی و طبقة اصحابی فاهل علم وایمان واما الطبقة الثانية مابين الاربعين الى الثمانين فاهل بروتقوىٰ الىٰ الآخر۔ رواہ ابن ماجة ۔

(۸) اور ابن عساکر نے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کی کہ ارشاد فرمایا پہلا طبقہ میرا ہے جس میں میرے نیازمند علم وایمان ویقین والے ہیں چالیس برس تک اور دوسرا طبقہ نیکی اور پرہیزگاری کرنے والوں کا اسی برس تک ہے۔ اور تیسرا طبقہ تراحم وتواصل آپس میں نرمی برتنے اور صلۂ رحمی کرنے والوں کا ایکسوبیس برس تک ہے۔ اور چوتھا طبقہ تقاطع اور تظالم والوں کا ایکسوساٹھ برس تک ہے۔ اور پانچواں طبقہ ہرج مرج والوں فتنہ وفساد والوں کا دوسو برس تک ہے۔ اب حضرات ائمہ مجتہدین مذاہب اربعہ رضی اللہ عنہم اور اصحاب صحاح ستہ کی ولادت کے سن دیکھئے تاکہ فضل وشرف اور بزرگی ظاہر ہو۔ تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت ۸۰ھ اسّی ہجری میں اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ اور ستر سال کی عمر شریف ہوئی اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی ولادت ۹۰ھ نوے میں اور وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی۔ اور عمر شریف ۸۹ برس کی ہوئی۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کی ولادت سن ۱۵۰ھ ایکسو پچاس ہجری میں اور وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی اور عمر شریف چوپن سال کی ہوئی، اور امام احمد رضی اللہ عنہ کی ولادت ۱۶۴ھ ایکسو چونسٹھ میں اور وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی اور عمر ۷۷ ستتر برس کی ہوئی۔

اب ذرا اصحاب صحاح ستہ کا سن ولادت دیکھئے۔ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری کی ولادت ۱۹۴ھ میں اور وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ اور مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری کی ولادت ۲۰۴ھ میں اور وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی۔ اور ابوداؤد سلیمان بن الاشعث کی ولادت ۲۰۲ھ اور وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی۔ اور ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی کی ولادت ۲۰۹ھ میں اور وفات ۲۷۹ھ میں ہوئی۔ اور ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی۔ اور ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی کی ولادت ۲۰۹ھ میں اور وفات ۲۹۳ھ میں ہوئی۔ توحضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال شریف سے اَنہتر سال بعد حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی یعنی طبقہ ثانی میں پیدا ہو کر سن شعور کو پہنچے اور فضل وکمال سے مشرف ہوئے جو طبقہ نیکو کاروں اور پرہیز گاروں کا ہے اور تیسرے طبقہ کو جو تراحم وتواصل والوں کا ہے گزار کر وصال فرمایا۔ اور بشارت طوبیٰ لمن رأی من رأنی سے معزز ومفخر ہوئے۔ اور امام بخاری چوتھے طبقہ میں پیدا ہوئے جو طبقہ تقاطع اور تظالم والوں کا ہے۔ اور پانچواں طبقہ جو ہرج مرج والوں کا ہے اُسے آپ نے پایا۔ خلاصہ کلام یہ کہ ائمہ دین حضرات مجتہدین میں سب سے اقدم وافضل واول واعلیٰ واعظم حضرت سیدنا امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

غور فرمایئے کہ چوتھے پانچویں طبقہ والا اور ۱۹۴ھ میں پیدا ہونے والا ۸۰ھ میں پیدا ہونے والے کی سند حدیث کو کمزور کہہ کر ان کی حاصل کردہ حدیث کو کیونکر ضعیف بتا سکتا ہے اور اس کے کہنے سے اس اول واقدم کی حدیث میں کیا ضعف آسکتا ہے؟ اس کا کہنا خود اس کی ہی حدیث کا ضعف ثابت کرے گا۔ مگر اس اقدم امام اعظم کی حدیث کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس مضمون کو امام ربانی عارف شعرانی نے میزان میں یوں بیان فرمایا:

فان قيل اذا قلتم بان ادلة مذهب الامام ابى حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه ليس فيها شئى ضعيف لسلامة المرواة بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وعلىٰ اٰله وسلم من الصحابة والتابعين من الجرح فماجوابكم عن قول بعض الحفاظ عن شئى من ادلة الامام ابى حنيفة رضى الله عنه بانّه ضعيف فالجواب يجب علينا حملُ ذٰلك جزماً على الرواة النازلين عن الامام فى السند بعد موته رضى الله تعالىٰ عنه او روى ذٰلك من طريق غير طريق الامام اذ كل حديث وجدناه فى مسانيد الامام الثلاثة فهو صحيح لانه لولا صحّ عنده ما استدل به ولا يقدح فيه وجوز كذاب اومتهم بالكذب مثلاً فى سنده النّازل عن الامام وكفانا حجة الحديث استدلال مجتهده به ثم يجب العمل علينا به ولم يرو به غيره فتامل لهٰذه الدقيقة التى نبهتك عليها فلعلك لا تجدها فى كلام احد

من المحدثين واياك ان تبادر الٰى تضعيف شئى من ادلة مذهب الامام ابی حنيفة رضی الله تعالٰی عنه بعد ان تطالع مسانيده الثلاثة ولم تجد ذٰلک الحديث فيها۔

یعنی اگر کہا جائے کہ تم کہتے ہو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دلائل مذہب میں کچھ ضعف نہیں ہے کیوں کہ آپ کے راوی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک ہیں وہ سب قوی وسالم ہیں۔ تو ان لوگوں کا کیا جواب ہے جو بعض محدثین نے کہا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کچھ دلیلیں حدیثیں ضعیف ہیں؟ ارشاد فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ انھیں جواب دیں کہ جو ضعف تم بتار ہے ہو یہ ضعف تمہاری سند میں ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ کے بعد ان سے نیچے کے راوی ہیں حضرت امام سے اوپر یعنی امام اعظم تک تمام راوی قوی ہیں تو بعد والے آپ سے نیچے والے راویوں کے ضعف اور خرابی سے حضرت امام اعظم کو کیا نقصان اور کیا ضعف ہے۔ ہاں جس بعد والے کو ضعیف راوی سے حدیث پہنچے گی اس کے پاس وہ ضعیف ضرور ہوگی لیکن حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سند میں جب یہ ضعیف راوی نہیں تو آپ کے پاس قطعاً یقیناً وہ حدیث قوی ہے۔ بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ اور دوسرے محدثین کو ضعیف راوی سے حدیث پہنچی تو راوی کے ضعف کی وجہ سے حدیث کو ضعیف مانا گیا۔ خوب یاد رکھئے کہ بعد والوں کے ضعف سے حضرت امام اعظم کو کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ آپ کے بعد والے فرض کیجئے کسی سند میں سارے کے سارے نیچے والے ضعیف ہوں۔ تو ساروں کے ضعف سے بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو ذرہ کے کروروں حصہ کے برابر بھی نقصان نہیں۔ فالحمدلله رب العٰلمين۔

پھر دوسرا جواب یہ دیا کہ ائمہ حدیث نے حدیث کی صحت کا ایک طریقہ یہ بھی بیان فرمایا ہے: استدلال مجتهد به۔ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا سند پکڑنا حدیث کی صحت کی دلیل ہے اور وہ حدیث ہمارے لئے واجب العمل ہے اگر چہ کسی دوسرے نے اس کو روایت نہ کیا ہو۔ پھر فرمایا کہ اس باریک مسئلہ کو خوب یاد رکھو کہ بہت کار آمد ہے تمام مقلدین اور خصوصاً حنفیوں کو یہ مسئلہ خوب یاد رکھنا چاہئے کیونکہ وہابیوں غیر مقلدوں کے بہت سے مکر و کید کا

صرف اسی سے قلع قمع ہوتا ہے۔ بھلا غور فرمائیے۔ کہ تیسرے طبقہ کے اکابر واعاظم محدثین وحفاظ حدیث مثل حضرت مسعر بن کدام وامیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک اور یحیٰ بن سعید قطان اور سفیان ثوری اور یحیٰ بن زکریا اور وکیع بن الجراح اور سفیان بن عیینہ اور یزید بن ہارون اور حفص بن غیاث اور عبدالرزاق بن ہمام اور ضحاک بن مخلد اور داؤد طائی اور قاسم بن معن اور اسد بن عمرو اور علی بن سہر اور امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن اور امام زفر اور امام حسن بن زیاد رضی اللہ عنہم جو تیسرے طبقہ کے چنندہ اور ممتاز حضرات ہیں انہوں نے خوب پرکھ کر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنا معزز استاذ مان لیا، ان کے سامنے زانوے ادب تہہ کیا۔ تو چوتھے اور پانچویں طبقہ والے جو ان اکابر مذکورین کے شاگرد اور شاگرد کے شاگرد ہیں، انہیں کیا حق ہے اپنے دادا استاد اور پردادا استاد پر خواہ مخواہ نکتہ چینی کریں۔

اور یہیں یہ ظاہر ہوا کہ جب چوتھے و پانچویں طبقہ والوں کو یہ حق نہیں۔ تو چودھویں صدی کے وہابی غیر مقلدوں کو کیا حق ہوسکتا ہے۔ اور اگر کرے تو دنیا اس کو ناخلف کہے گی اور ناہنجار مانے گی۔ یہ چاروں مذہب برحق اور ان پر چلنے والے حنفی شافعی مالکی حنبلی ہی اہل سنت وجماعت ہیں۔ یہ سب اصول اعتقادیات میں متحد و متفق ہیں اور حق ان سے متجاوز نہیں ہے۔ اور جو ان سے مخالف ہے وہ بالاجماع مردود ہے۔ ان چاروں کی مثال حضرات علمائے کرام وائمہ اعلام نے یہ بیان فرمائی جیسے سلطانی دربار کے چار راستے ہیں اور ہر گروہ والے اپنے اپنے راستہ سے دربار میں حاضر ہورہے ہیں۔ مگر غیر مقلد ایک راستہ پر دو کوس چل کر بولا کیا ضروری ہے کہ ان جانے والوں کے پیچھے لگوں جب چاروں ہی راستے پہنچتے ہیں تو کیوں اسی ایک راستہ پر چلوں پس دو کوس واپس آیا اور دوسرے دوسرے راستہ پر چار کوس چل کر پھر چار کوس واپس لوٹا اور تیسرے پر جما اور پھر واپس ہوا۔ غرض کہ غیر مقلد کولھو کے بیل کی طرح چلتا رہا لیکن دربار سلطانی تک رسائی نصیب نہ ہوئی کیونکہ کسی ایک راستہ پر نہ لگا۔ دیکھو میزان شعرانی۔ تو اب بغیر تقلید شخصی مذہب معین کے راہ نجات نہیں مل سکتی۔ اور ایک وقت میں چاروں پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اور آج حنفی کل شافعی پرسوں مالکی ترسوں حنبلی بننے والا قابل تعزیر اور مردود الشہادۃ اور لائق ملامت ہے، اور چاروں کا مخالف مردود الشہادۃ اور لائق ملامت ہے۔ اور چاروں کا مخالف مردود

اور گمراہ اور گمراہ گر ہے۔ عبارات گزر چکیں ان کو پھر پڑھیے۔
اختصار کے پیش نظر نئے طرز میں کلام کروں۔ اور وہ یہ کہ:
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد قول اور فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ اور جمہور محدثین کے نزدیک اسی طرح قول اور فعل اور تقریر صحابہ کو بھی حدیث کہتے ہیں اور اسی طرح قول اور فعل اور تقریر تابعی کو بھی حدیث کہتے ہیں ثبوت میں دیکھئے مقدمہ مشکوٰۃ شریف حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِعلم انّ الحدیث فی اصطلاح جمھور المحدثین یطلق علیٰ قول النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم وفعلہ وتقریرہ ومعنی التقریر انہ فعل احداو قال شئی فی حضرتہٖ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ولم ینکر لہ ولم ینھہ عن ذٰلک بل سکت وقرر ذٰلک وکذٰلک یطلق علیٰ قول الصحابی وفعلہ وتقریرہ وعلیٰ قول التابعی وفعلہ وتقریرہ۔ یعنی جانو کہ یقیناً جمہور محدثین کی اصطلاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے اور تقریر کے معنی یہ ہیں کہ کسی نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور میں کوئی فعل کیا، یا زبان سے کوئی کلمہ ادا کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس پر انکار بھی نہ کیا اور منع بھی نہیں فرمایا بلکہ سکوت اختیار فرمایا اور سکوت فرما کر اس کو مقرر فرما دیا۔ اور اسی طرح حدیث کا اطلاق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول اور فعل اور تقریر پر بھی کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح حضرات تابعین کے قول اور فعل اور تقریر کو بھی جمہور محدثین حدیث کہتے ہیں۔ وھٰکذا فی جواھر الاصول اور جواہر الاصول میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

پھر اصول حدیث میں "نخبۃ الفکر" کو بھی بغور دیکھئے اور آخر میں وہابیہ غیر مقلدین کے محدث صدیق حسن قنوجی ثم بھوپالی کی سنئے۔ یہ ہے ان کی کتاب "الحطۃ فی ذکر اصحاب الصحاح الستۃ" مطبوعہ مطبع نظامی باب اول پہلی فصل میں لکھا ہے: الحدیث فی اصطلاح جمھور المحدثین یطلق علیٰ قول النبی صلی اللہ علیہ و علیٰ اٰلہ وسلم وفعلہ وتقریرہ ومعنی التقریر انہ فعل احد او قال شئی فی

حضرتہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم ینکرہ ولم ینھہ عن ذٰلک بل سکت وقرّر وکذلک یطلق علیٰ قول الصحابی وفعلہ وتقریرہ وعلیٰ قول التابعی وفعلہ وتقریرہ ۔

''مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری''

جب قول وفعل وتقریر تابعی کو بھی جمہور محدثین حدیث مانتے ہیں۔ اور یہی دھرم غیر مقلدوں کا ہے جس کا ان کے محدث نے اقرار لکھدیا، تو حضرت سیدنا امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جملہ اجتہادات اور تمام مستنبطات حدیث ہوئے۔ یعنی مذہب حنفی کل کا کلِ حدیث ہی حدیث ہے۔ فالحمدللہ رب العٰلمین ۔

اور حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل مستنبط ومجتہدہ جو قرآن عظیم وحدیث کریم سے آپ نے بیان فرمائے ہیں ان کی تعداد آپ کے تلامذہ نے بارہ لاکھ نوے ہزار لکھی بلکہ اس سے بھی زیادہ بتائی ہے۔ اور یہ سب جمہور محدثین کے ارشاد سے حدیث ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک مسئلہ کا بھی اگر وہابی غیر مقلد انکار کرے تو وہابیہ کے ہی محدث قنوجی کے فتوے سے وہ منکر حدیث ہے۔ غیر مقلدو! آنکھیں کھولو اور عظمت ورفعت حضرت امام اعظم اور بلندی اور صحت مذہب حنفی کو دیکھو اور وہابیت وغیر مقلدیت سے سچی توبہ کر کے سنی حنفی بنو۔

اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ مذہب حنفی میں تو امام ابو یوسف وامام محمد وامام زفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فتاوی بھی ہیں تو صرف امام اعظم ابوحنیفہ کی تقلید کب ہوئی۔ اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ سب ارشادات حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہی ہیں۔ فتاویٰ ولوالجیۃ میں ہے: قال ابو یوسف ماقلت قولاً خالفت فیہ ابا حنیفۃ رضی اللہ عنہ الا قولا قد کان قالہ ۔ یعنی امام ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نے کسی قول میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں دیا مگر وہ حضرت امام ہی کا پہلا قول تھا۔ اور اسی میں ہے: وعن زفر انہ قال ماخالفت ابا حنیفۃ فی شئی الا قد قالہ ثم رجع عنہ فھذا اشارۃ الی انھم ماسلکوا طریق الخلاف بل قالوا ماقالوا عن اجتھاد ورأی اتباعاً لما قالہ استاذ ھم ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ۔ یعنی امام زفر نے فرمایا کہ میں

نے کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا خلاف نہیں کیا مگر حضرت امام اعظم اس کو خود فرما چکے تھے پھر اس سے رجوع کیا۔ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ وہ حضرات کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم کے خلاف نہیں گئے بلکہ اجتہاد سے بھی انہوں نے اسی کی پیروی کی جوان کے استاذ معظم امام اعظم رضی اللہ عنہ فرما چکے تھے۔ اور حاوی قدسی میں ہے: واذا اخذ بقول واحد منهم يعلم قطعاً انه يكون به اخذاً بقول الامام ابی حنيفة رضی الله عنه فانه روی عن جميع اصحابه من الكبار كابی يوسف ومحمد وزفر والحسن بن زياد انهم قالوا ماقلنا فی مسئلة قولاً الا وهو روايتنا عن ابی حنيفة رضی الله عنه واقسموا عليه ايماناً غلاظاً فاذن لم يتحقق فی الفقه جواب ولا مذهب الا له۔ یعنی جب کسی مسئلہ میں کسی کا قول لیا جائے گا تو یقیناً معلوم ہوگا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہی قول اس نے لیا ہے۔ اس لئے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اکابر تلامذہ جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد امام زفر اور امام حسن بن زیاد رضی اللہ عنہم سب فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی مسئلہ میں کوئی قول نہیں بیان کیا مگر وہ روایت ہمارے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ہی سے ہے۔ اور اس پر ان لوگوں نے سخت قسمیں کھائیں کہ یہ امام اعظم کے ہی اقوال ہیں۔ تو اب کوئی جواب اور مذہب متفق نہ ہوگا۔ مگر امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب، مذہب حنفی۔ یہ ہے مذہب حنفی کی عظمت وشان۔

اور یہ دیکھئے ردالمحتار شامی میں ہے: وروی انه نقل مذهبه نحو من اربعة الاف نفر ولا بد ان يكون لكل اصحابه وهلم جرّاً۔ یعنی اور مروی ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب مہذب حنفی کو چار ہزار فقہائے کرام نے روایت کیا ہے تو ان چار ہزار کے اور شاگرد اور اصحاب بھی ہونگے۔ اور یہ اصحاب اور شاگرد برابر بڑھتے ہی جائیں گے یعنی مذہب حنفی برابر ترقی پذیر ہی رہے گا اور نورانیت بڑھتی رہے گی۔ فالحمدلله۔

تو اماموں میں امام اعظم رضی اللہ عنہ مقدم کہ طبقہ ثانیہ میں تولد ہوئے پلے بڑھے اور کمال کو پہنچے اور طبقہ میں اکناف واقطار عالم میں مشہور و معروف ہوئے اور سب پر فوقیت لے گئے اور فقہ حنفی طبقہ ثالثہ قرون مشہود لہا بالخیر میں مدون و مکمل ہوئی۔ اور چار ہزار فقہا نے کونہ کونہ،

چپہ چپہ پر فقہ حنفی پہنچادی۔ تو فقہ حنفی کی پیروی حدیث کی ہی پیروی ہے۔ فالحمدلله رب العلمین۔ تو حنفیوں کو مذہب حنفی کی تقلید صرف جائز نہیں بلکہ ضروری وواجب ہے۔ وہابی غیر مقلد جو چھ سو برس کے سب مسلمانوں اکابر واعاظم مسلمین کو کافر مشرک بتا چکا وہ اس دولت سے محروم ہے۔ والله تعالٰی ورسوله اعلم صلی الله علیه وعلیٰ اٰله واصحابه وسلم۔

جواب نمبر۲: بیشک حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں بیس رکعت تراویح کی جماعت قائم کی۔ اور ہزار ہا صحابہ کرام موجود تھے کسی نے انکار نہ کیا۔ اصل یہ ہے کہ قیام اللیل یعنی تہجد اور قیام رمضان دونوں مستقل جدا جدا دو چیزیں ہیں۔ قیام اللیل بارہ مہینہ یعنی ہمیشہ ہے۔ اور قیام رمضان مخصوص ہے رمضان شریف کے ساتھ اور اس کو مزید سمجھنا ہو تو کتب حدیث کو دیکھو کہ محدثین نے باب قیام اللیل کو الگ لکھا اور باب قیام رمضان کو جدا لکھا اور اس کے لئے حدیث من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه لکھی۔ یہ حدیث بھی اس پر دلیل ہے کہ قیام عام ہے یہ گیارہ رکعت کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اور موطا امام مالک میں ہے: عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بثلٰث وعشرین رکعة۔ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی امر دینی پر اجماع واتفاق فرمانا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی قولی یا فعلی حدیث پہنچی ہے۔ اور فتح المنان میں ہے کہ حلیمی نے کہا: فالظاهر انه قد ثبت عندهم صلاة النبی صلی الله علیه وعلی اله وسلم کما جاء فی حدیث ابن عباس فاختاره عمر۔ یعنی ظاہر حال یہ ہے کہ صحابہ کرام کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قیام رمضان کی بیس رکعات کا ثبوت مل گیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث میں ہے۔

تو وہی بیس رکعت کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا۔ اور ردالمختار شامی میں ہے کہ امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے تراویح کا حکم اور حضرت

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا اسے بیس رکعت کی جماعت کرانے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: التراویح سنة موکدة ولم یخرجه عمر رضی الله عنه من تلقاء نفسه ولم یکن فیه مبتدعاً ۔یعنی تراویح سنت موکدہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے گڑھی نہیں بلکہ انہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث پہنچی ہے اور اس میں وہ کوئی نئی بات کرنے والے بھی نہیں۔ ارکان اربعہ میں ہے: ومواظبة الصحابة علی عشرین قرینة صحة هٰذه الروایة ۔ یعنی صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور طحطاوی علی المراقی میں ہے: وانما ثبت العشرون بمواظبة خلفاء الراشدین ما عدا الصّدّیق ۔یعنی تراویح کا بیس رکعت جماعت سے ہونا حضرات خلفاء راشدین کے ہمیشہ پڑھنے سے ثابت ہوا سوا حضرت صدیق اکبر کے (رضی اللہ عنہم) اور "ذخیرة العقبٰی" میں علامہ حسن چلپی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے: انما یدلّ مواظبتهم علیٰ سنیها بقول صلی الله علیه وعلیٰ 'اله وسلم علیکم بسنتی وسنّة الخلفاء الراشدین من بعدی ۔ یعنی خلفاء راشدین کا بیس تراویح پر مواظبت فرمانا تراویح کے سنت کی دلیل ہے۔ کیوں کہ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے بعد کے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ جامع الرموز میں ہے: وسنّ التراویح علی الصحیح للرجال والنساء جمیعا سنة موکدة باجماع الصحابة ومن بعد هم من الامة ومنکرها مبتدع ضال مردود الشهادة کما فی المضمرات ۔ یعنی مذہب صحیح میں تراویح سنت ہے مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت ہے اجماع صحابہ سے اور تابعین و تبع تابعین وائمہ دین واولیائے کاملین وعلماء راسخین کے اجماع واتفاق سے اور بیس رکعت تراویح کا منکر بدعتی بدمذہب گمراہ اور مردود الشہادۃ ہے اور ایسا ہی مضمرات میں ہے۔

سُنّی بھائیوں کیلئے یہ کافی ہے۔ تفصیل فقیر کے مطبوعہ فتوے میں دیکھئے۔ ہاں سنی بھائی یہ خوب یاد رکھیں کہ بیس تراویح کو سنت نہ سمجھنا بلکہ اس کو بدعت بتانا وہابیوں کے بدعتی ہونے اہل سنت سے خارج ہونے اور اہل سنت نہ ہونے کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ حضور والا نے فرمایا میری اور میرے خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو اور یہ منکر ہیں تو یہ بدعتی ہیں۔

جواب نمبر۳: حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک قیام اللیل کے متعلق ہے قیام رمضان کے نہیں ہے اور یہ دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ مستقل ہے۔ اس حدیث میں بہت اضطراب ہے مسلم شریف میں یہ حدیث چار سندوں سے اور چاروں میں سائل ابوسلمہ ہیں اور کسی میں تیرہ رکعت ہیں تو کسی میں گیارہ رکعت اور کسی میں نو (۹) رکعت۔ تو وہابی والی آٹھ ختم ہوگئیں۔ اور حدیث مضطرب قابل استناد نہیں۔

ثانیًا: اس حدیث کا سوال مسند امام احمد میں یوں ہے: عن ابی سلمة قال سألت عائشة عن صلاة رسول الله صلی الله علیه وعلیٰ اٰلهوسلم باللیل۔ تو سوال بھی تراویح کے لئے نہیں اور جواب تراویح کے متعلق نہیں۔

ثالثاً: حضرت صدیقہ قیام اللیل یعنی تہجد سے زیادہ باخبر تھیں لہٰذا تہجد کے متعلق ہی سوال آیا اور آپ نے سوال کو خوب سمجھ کر صحیح جواب دیا۔

رابعًا: حدیث میں رمضان وغیر رمضان کی صاف وضاحت ہے۔ اور غیر رمضان میں ہرگز تراویح نہیں لہٰذا یہ حدیث شریف تہجد سے متعلق ہے۔

خامسًا: امام بخاری نے بھی یہی سمجھا انہوں نے اس حدیث کے لئے ترجمۃ الباب یہ لکھا: باب قیام النبی صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ یہ صرف تہجد ہے۔

سَادسًا: اگر یہ حدیث تراویح کی آٹھ رکعت کا بیان ہوتی وہابیوں کا پہلا امام ابن تیمیہ یہ اقرار کیوں دیتا کہ تروایح کی رکعتوں کی تعداد کسی حدیث سے ثابت نہ ہوسکی، تو غیر مقلد کو حدیث کیا ملے؟ تو یہ حدیث شریف تہجد کے لئے خاص ہے۔ اور نماز تراویح کے متعلق یہ ہے: کان رسول الله صلی الله علیه وعلیٰ اٰله وسلم یُصلی فی رمضان فی غیر جماعةِ عشرین رکعة والوتر۔ اور ہرگز کوئی حدیث اس کے معارض نہیں۔ رواہ ابن ابی شیبة والبیهقی۔ اور اسی مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلّی بالناس بالمدینة عشرین رکعة اور پھر اسی مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: انَّ عَلِیًّا کَرَّمَ الله تعالیٰ وجهه امر

عشرين ركعة : اور سنی بھائی یہ بات ذہن نشیں رکھیں
رجلاً يصلي بهم في رمضان
کہ نماز تہجد کے لئے تداعی کا ثبوت نہیں لیکن تراویح کے لئے تداعی موجود ہے۔ جن تین
شعبوں میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جماعت سے تراویح کا ادا فرمانا
حدیثوں میں مروی ہے ان میں دیکھئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے : فقام بنا في
الثالثة وجمع اهله ونساءه ۔ رواه ابو داؤد والنسائی وابن ماجة واحمد
والترمذی وقال الترمذی هذا حديث صحيح ۔ اور قیام رمضان کی احادیث
مبارکہ تو ہیں۔ تراویح کو سنت رسول ہونے کی ایک حدیث شریف سنئے۔
حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
رمضان کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: شهر كتب الله عليكم صيامه
وسننت لكم قيامه ۔ یہ مہینہ بزرگی والا ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائے اور
اس کا قیام میں نے تمہارے لئے سنت کیا۔ رواه النسائی وابن ماجة عنه ۔
سُنّی بھائی دیکھیں کہ رمضان کی تخصیص فرما کر اس قیام کو اپنی سنت فرمارہے ہیں۔ اور
یہ نماز تراویح کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں تو کیا اب بھی تراویح کے سنت رسول ہونے میں کسی کو
شک وشبہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ الحمد للہ کہ حدیث شریف سے تراویح کا سنت رسول
ہونا ظاہر اور روشن ہوگیا۔ سُنّی بھائی دیکھیں کہ وہابی غیر مقلد علم حدیث سے کتنے جاہل اور کس کس
حدیثوں کے منکر ومخالف ہیں۔
آخر میں شاہ صاحب کی بھی سنئے۔ ''حجۃ اللہ البالغہ'' جلد دوم میں لکھتے ہیں: وعدده
عشرون ركعةً ۔ یعنی تراویح کی رکعتوں کی تعداد بیس رکعت ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور
توضیح فقیر کے رسالہ مسمیٰ باسم تاریخی ''بیان رکعات تراویح'' میں دیکھئے۔ وہابی غیر مقلد کو ابھی
تک بیس رکعت تراویح کی کانفرنس کی خبر ہی نہیں۔ غور فرمایئے کس قدر ہٹ دھرمی اور فریب
کاری ہے کہ اتنا ظاہر وباہر مسئلہ ہونے کے باوجود اغوائے عوام کے لئے تگڑی بازی وعیاری کی
جارہی ہے۔ دور فاروقی سے بیس رکعت تراویح کی جماعت ہورہی ہے اور دور عثمانی میں جاری
رہی ہے اور ائمہ دین وکاملین وعارفین اور خواص وعوام حنفی شافعی، مالکی حنبلی پڑھتے رہے۔ اور اب

بھی پڑھتے ہیں مگر وہابی دھرموں کو اب تک اس عظیم الشان دوامی کانفرنس کی خبر ہی نہیں۔ حدیہ ہے کہ وہابیوں کا معلم اول ومحدث ابن تیمیہ کو ہمت نہ ہوئی کہ بیس رکعات تراویح کا انکار کر کے آٹھ رکعت کا ثبوت دیتا الحمدللہ۔

تنبیہ:

ان وہابیوں کی بہت سی ٹولیاں ہیں۔ وہابی غیر مقلد وہابی نجدی، وہابی ہندی، وہابی غزنوی وہابی ثنائی، وہابی جونا گڑھی، وہابی قاسمی بنارسی، وہابی نام نہاد مقلد دیوبندی، وہابی احراری، وہابی خاکساری، وہابی الیاسی، وہابی مودودی وغیرہ وغیرہ۔ عقائد کفریہ میں یہ سارے کے سارے متحد و متفق ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: ایّاکم وایّاھم۔ تم ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو۔ اور حدیث شریف میں ہے ان سے میل جول نہ رکھو۔ ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو الخ۔

واللہ تعالٰی ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم وامامنا الامام الاعظم وغوثنا الغوث الاعظم مرشدنا المجدد الاعظم وعلینا وعلٰی سائر اخواننا واخلائنا من اھل السنۃ والجماعۃ بھم ومعھم یاارحم الراحمین ویااکرم الاکرمین۔

فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خان سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی

ولابویہ واخویہ واھلہ واحبابہ آمین۔

سنی بڑی مسجد مدنپورہ ۱۶۶ بمبئی ۸ ، ۲۷ رجب ۱۳۸۱ھ
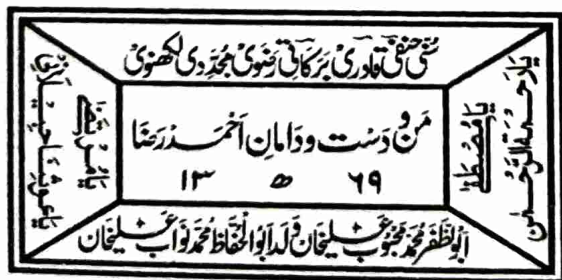
Publisher By

Maktaba-e-Hashmatia

Aljamiat-ul-Hashmati

Mushahid Nagar Mahim, Distt. Gonda(UP)INDIA

Mob: 9368173692,9760468846